

ٹیکنالوجی، جدت اور ای گورننس - پاکستان کا مقدمہ

انسانی سرایہ	ٹیکنالوجی معاشرات کا نیادی ذہانچہ	آن لائن سروس	ریک	ملک
0.3337	0.1174	0.3228	158	پاکستان
0.4698	0.1372	0.5433	118	بھارت
0.3866	0.0941	0.3465	148	بنگلہ دشمن
0.6786	0.3054	0.3622	106	اندونیشیا
0.7119	0.4455	0.6772	52	ملائکیا
0.6734	0.3554	0.6063	70	تین
0.5288	0.0084	0.0236	175	میانزیر
0.2418	0.1472	0.1811	173	افغانستان

ذریعہ: اقوام متحدہ ای گورننس سروے، 2014

استعمال ہو رہا ہے، ابلاغ کے لئے وڈیو کانفرننس گ کی سہولیات متعارف کراوی اگئی ہیں، مختلف مکالموں نے اپنی ویب سائٹس (Websites) اور پورٹلز (Portals) بنالی ہیں، منتخب شعبوں میں آن لائن سروس سے استفادہ کیا جا رہا ہے اور حکومتی ریکارڈ میڈیا اراضی کے ریکارڈ وغیرہ کو بڑے پیمانے پر کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔

تاہم ساری خبریں اچھی بھی نہیں ہیں کیونکہ اقوام متحدہ کے عالمی ای گورنمنٹ سروے (2014) کے مطابق پاکستان کا ریک 158 وال ہے جس کا ای گورنمنٹ کا ترقیاتی انڈکس میڈیا 0.2580 ہے اور دنیا بھر میں یہ سب سے نیچو والے 30 ملکوں میں شمار ہوتا ہے جس کے ساتھ آئندہ والوں میں افغانستان، میانزیر اور تیموریجیہ ممالک شامل ہیں۔ وقت کے ساتھ صورتحال مزید بگزتی نظر آتی ہے کیونکہ 2012 میں پاکستان کا ریک 156 وال تھا اس کا ای گورنمنٹ کا ترقیاتی 2012 اور 118 اور 148 میں جو 2012 کے ریک 125، 178 اور 150 سے بہتر ہیں۔

اس جدول سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت جہاں ہر حوالے سے پاکستان سے آگے ہے وہیں بنگلہ دشمن کے ساتھ موازنے میں نیادی ذہانچے کے اعتبار سے پاکستان کی کارکردگی کچھ اچھی ہے لیکن آن لائن سروس کی فراہمی اور انسانی سرمایہ کے اعتبار سے پاکستان اس سے بھی پیچھے ہے۔

یہ اقوامی رینگنگ میں یوں پیچھے رہ جانے کے باوجود گزشتہ چند سالوں میں پاکستان میں سرکاری شعبے کے طرز حکمرانی کے افق پر

ہم وقت جدت پر مبنی طریقوں کی تلاش میں رہتی ہیں۔ ان جدتوں کے پیچھے سائی نمبر بنانے کی دوڑ، مالی مشکلات، کسی چیز سے منٹنے میں ناکامی یا بعض اوقات تو یکسر بے لوث و جوہات بھی کار فراہمی ہیں لیکن کسی بھی قوت محکمہ سے قطع نظر اکثر ان کا نتیجہ عموم کے لئے بہتر ثبات کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

گزشتہ دو دہائیوں کے دوران ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی نے بالخصوص دنیا بھر میں طرز حکمرانی کا رخ بدل کر رکھا ہے اور سرکاری خدمات کی فراہمی کے مختلف پہلوؤں میں لاتعداد جدتیں سامنے آچکی ہیں۔ تاہم اس بہتری نے شہریوں کی توقعات بھی بڑھا دی ہیں جن کے تفاصیل کیسوں صدی کے اس دور میں مسلسل بڑھ رہے ہیں اور جو معیار پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی شعبے کے بدلتے کردار کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جس نے مختلف میدانوں میں معکور آرائی کے ذریعے مسائل کے نئے حل نکالے ہیں اور یوں کوئتوں پر بہتر کارکردگی دکھانے کے لئے دبا مزید بڑھ گیا ہے۔

پاکستان کی صورتحال یہ غالباً تبدیلیاں اور ان کے ساتھ ساتھ اکیسویں صدی کے شہریوں میں بڑھتی آگاہی نے پاکستان کے سرکاری شعبے کو ارتقاء کی راہ پر چلے اور ٹیکنالوجی کے لئے رائیں لکالے پر مجبور کر دیا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ہمارے ملک نے وفاقی اور صوبائی دونوں سطح پر ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے ای گورننس کو فوائد دینے اور جدت کو آگے بڑھانے کے لئے مختلف ادارہ جاتی ماڈلز کے تجربے کیے ہیں۔ اگرچہ ان اداروں کی کامیابی کا راجحان ملا جلا رہا ہے لیکن ان حالیہ سالوں میں حکومت کے رخ میں نمایاں تبدیلی آئی ہے جس کے تحت سوش میڈیا بے دریغ



حسان خاور

حسان خاور ایک سینئر مین الاقوامی ترقیاتی ماہر ہیں جو اس شعبے میں پندرہ سال سے زائد تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ ایک سابن سول ملازم ہیں جنہوں نے پاکستان ایئنسٹی ٹیو سروس (سابقہ ڈسٹرکٹ میجنٹ گروپ) میں شال پاکستان وامریکہ خدمات انجام دیں اور 500 Fortune میں شامل پاکستان وامریکہ کی دو بڑی کارپوریشنوں کے ساتھ بھی کام کر رکھے ہیں۔ انہوں نے سینٹ لوکس، امریکی ایک اشیکن یونیورسٹی سے ایم بی اے کیا اور مایا ناز قوی اخبارات کے لئے کالم بھی تحریر کرتے ہیں جن میں وہ زیادہ تر سرکاری پالیسی، سماجی و سیاسی، معاشی اور کاروباری امور کو موضوع اختیار ہتے ہیں۔ ان کا ای میل پتہ یہ ہے:

haskaankhawar@gmail.com

تعارف اور سیاق و سبق

سرکاری شعبے کے طرز حکمرانی اور خدمات کی فراہمی میں جدت کی جگہ کوئی نئی نہیں اور دنیا بھر کی سیاسی حکومتیں اپنے شہریوں کی خدمت کے بہتر طریقوں کی تلاش میں سرگرم عمل رہی ہیں۔ جدت یا اختراع (Innovation) کو اکثر ایک ایسا جادوی تصور سمجھا جاتا ہے جسے استعمال کر کے نہ صرف سرکاری شعبے کی افادیت اور کارکردگی کو بلکہ بعض اوقات معاشرتی مشکلات سے منٹنے کی استعداد بہتر بنایا کر اس کی جائز قانونی حیثیت کو بھی بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ 2. ہم دنیا بھر کی حکومتیں مختلف مقاصد کے تحت مختلف ادارے کا رجسٹر کے تجربے کیے ہیں۔ اگرچہ ان اداروں کی کامیابی کا راجحان ملا جلا رہا ہے لیکن ان حالیہ سالوں میں حکومت کے رخ میں نمایاں تبدیلی آئی ہے جس کے تحت سوش میڈیا بے دریغ

یہ ماحولیاتی نظام جدت کی بنیاد میں مبضوط کرنے کے لئے سازگار بنیادی دو ڈھانچوں اور ماحول فراہم کر سکتا ہے۔ ایسے ممکن چہار حکومتوں نے یہ ماحولیاتی نظام قائم کرنے میں حصہ لے رہا ہے، سینکڑا پور، سویٹن، اورن لینڈ اور ساتھ ہی چہار نیٹ ورک کی تعمیر، کاؤنٹریشن اور قواعد میں بہتری آؤ اگاہی کے فروغ پر بھی زور دیا گیا ہے وہاں جدت کے فروغ سے شاندار کامیابیاں دیکھنے کو رہی ہیں۔

اس مالویلی نظام میں دگر لازمی اجزاء کے ساتھ باقاعدہ
ڈھانچے پرمنی ایسا نظام بھی شامل ہوتا چاہئے جو جدت کی حوصلہ افزائی
کرے اور اسے مستحکم بنایے اور اس کے لئے ایسا زمانگار ماحول فراہم
کرے جس میں جدت کی آپری ہو سکے۔ طرزِ حکمرانی میں میکننا لوچی
کے حالیہ پھیلاؤ کے باوجود حکومت نے جدت کے غیر استعمال شدہ
ذرائع مثل شہریوں، ملازمین اور اندر وطنی اور ورنی پاٹنرز کو ترغیب دینے
کے لئے کوئی موافق سوچ نہیں اپنائی۔ 9

ای گوئنس کے نظر سے حکومت کو اس بارے میں ایک جامع ڈیجیٹل حکمت عملی تیار کرنے کی ضرورت ہے کہ اسی گوئنس کو کس طرح حکومت کے ادارے جاتی ڈھانچے کا حصہ بنایا جائے گا۔ یہ حکمت عملی سرکاری شعبے میں ہونے والی مختلف جدوں تو قویت دینے اور ڈیجیٹل تبدیلی لانے کی راہ ہموار کرنے میں کلیدی کروار ادا کرے گا۔ اس کے ساتھ ہمیں کس طور پر جدت سے متعلق اقدامات کے لئے ایک مستقل ادارے کی شکل میں معماں تو کا ہوتا ضروری ہے جو کارکردگی کے مختلف شعبوں میں جدت کے ایجاد کا آگئے بڑھائے۔ وہی یہ ہوتا چاہئے کہ حکومت میں ای گوئنس کے بڑے بیانے پر استعمال کے فروغ کے لئے ایسے فعال ماذل تیار کئے جائیں جنہیں پورے ملک میں نقل کیا جاسکے اور یوں پہلے سے اور ”سالِ طنز“ کے لئے کافی مکمل اور جمعاً جو

سے ریاہدہ گارتہروں سے نیامی کی راہ، خوار بولو۔
آخری بات جو اپنی جگہ برابر اہم ہے، علوم کی تخلیق، منتقلی اور
کرشنا نزدیکی میں بھی جدت کے عمدہ و فعال ماحولیاتی نظام کے لئے ناگزیر
ہے۔ ترقی یافتہ دنیا میں جہاں کہ درا شعبہ تدریس انجام دیتا ہے وہیں
ضورت اس امرکی ہے کہ ملک میں ان علوم کی تخلیق کو ابھارا جائے وہکہ
حکومت اپنے ہدف پر پہنچنے اقدامات اور معماون تحقیقیں کے ذریعے اس عمل
کے لئے مہیز کا کام کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں تحقیقی کریم کو وہی جدت
پالیسی اور خجی شعبیے کی افزائش کے تقاضوں کے پیش نظر ترجیحی شخصیوں میں
 شامل کیا جانا چاہئے۔ یہ کریم یونیورسٹیوں میں ٹینکنالوجی منتقلی کے
وفاقر قائم کرنے کے لئے بھی دی جا سکتی ہیں تاکہ بیان جو تحقیق ہو اسے
خجی شعبے کے ساتھ جوڑا جائے۔ علاوه ازیں، حکومت علوم کی تخلیق پر
سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لئے دانشورانہ ملکیتی حقوق کے نفاذ میں
اک موثر ریکوڈ بیٹھی کردار ادا کر سکتی ہے۔

کے بھرپور نظاموں کا اجرا بھی قابل ذکر ہے۔ اول الذکر راجحان جسے عام زبان میں ”سماٹ نگرانی“ کا نام دیا جاتا ہے، جس کے تحت جغرافیائی ڈیٹا (Geo-Tagged Data) کو استعمال کرتے ہوئے اساتذہ کی حاضری کو بہتر بنایا جا رہا ہے، صحت کے سرکاری اداروں کی کارکردگی میں بہتری لائی جا رہی ہے، فضلاً تی مواد سے منٹنے کے نظام میں اسے بروئے کار لایا جا رہا ہے اور خانہ خانہ ٹیکنیکوں کی کورٹخ وسیع کی جا رہی ہے۔ مخواہ الذکر ماڈل پہلی بار پنجاب کے ایک دینی شاخ جھنگ میں اپنایا گیا۔ جس کے متینج میں کئی دوسری پکجوں پر بھی اسے نقل کر لیا گیا ہے جس کے ذریعے شہر پر ہوئے سرکاری خدمات کے بارے میں ان کی جوابی آراء حاصل کرنے کے لئے بھرپور انداز میں رابطہ کئے جا رہے ہیں۔ مزید برآں، ”سیف ٹی“ (Safe City) یعنی پرائیمیٹس کے ذریعے اصل اور برآ راست معلومات و اطلاعات کی

فراء ہی کے لئے بے پناہ ڈیٹا حاصل کیا جا رہا ہے اور ہر گامی جو اپنی اقدام کا ایک بہتر اور معیاری نظام وجود میں آیا ہے جبکہ سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخواہ میں اراضی کے ریکارڈ کی یوں ہے پہنچانے پر کمپیوٹرائزیشن سے ان ریکارڈ تک شہریوں کی رسائی کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ ملازمت کی درخواستوں، واطحے، ایف آئی آر کے اندر اراج اور پاسپورٹ کی ٹریکنگ سمتیت مختلف خدمات کے لئے دو طرفہ آن لائن سہولیات سے بھی شہریوں کو بہت فائدہ پہنچا رہے۔ اسی بناء پر یقیناً لوگوں پر متنی ان جدتیں کی بدولت طریقہ کرانی بہتر بنانے کے لئے حکومتی استعداد میں شاندار اضافہ ہوا رہے۔

ان تمام شاندار جدتیں کا ذکر یہاں مشکل لگتا ہے لیکن بعض ایسی سازش کار کاؤنسلیں اور غالب رجحانات بھی دیکھنے میں آئے ہیں جنہوں نے ملک میں ای گورنمنٹ میکڑنامے کو بدل دیا ہے۔ ایسی ہی ایک مثال نیشنل ڈیٹا میں اینڈرجمنٹریشن اکھارنی (نادر) کی ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس ادارے نے دنیا کا سب سے بڑا بائیو میٹرک ڈیٹا میں (Biometric Database) تیار کیا ہے اور ملک بھر کے کروڑوں شہریوں کا اندر اراج ہو چکا ہے۔ یہ جدت اپنی ذیعت کے اعتبار سے سادہ ہی لگتی ہے لیکن اس میں یقیناً لوگوں کے اعتبار سے اور کئی سیاسی مشکلات پیش آئیں۔ اس وسیع ڈیٹا میں کی بنیاد پر متعدد متعلقہ خدمات

عمل

حکومتی اداروں میں مجموعی طور پر نیتا لو جی کے محمد و استعمال اور نیتا لو جی کے اعتبار سے قدرے چھوٹی بنیاد کے ہوتے ہوئے سراہی شعبے میں نیتا لو جی کے استعمال اور اس کے نمایاں متوقع اثرات کی بے پناہ گنجائش موجود ہے۔ تاہم حکومت میں جدت کے فروغ کا انحصار متعدد عوامل پر ہے جن کی متوازی میزبانی موجودگی مطلوبہ متاثر تینی بنے کے لئے ضروری ہے۔ ان میں سے کئی عوامل اکثر افرادی اداروں کے بہ سے باہر ہوتے ہیں اور ان کا انحصار وسیع تریروں میں ماحول پر ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ادارہ جاتی ماحول اور سیاسی سیاق و سبق کی پچیدگی نمایاں فرق لاسکتی ہے (بھٹ، 2003-5 پولیت، 2003-6 ہارٹل، 2005-7)۔ لہذا جدت کو بھارنے کے لئے ایک ایسے باہم مربوط بنیادی ڈھانچے یا تمام قوانین کو عمدہ طریقے سے بروئے کار لانے والے جدت کے ایسے نامیانی نظام (Ecosystem) کی ضرورت ہے جس کو محض میڈیا ایجاد کرنا، لامعا خاطر شکل دو، آگے بڑھو۔

Innovation in the public sector: linking capacity, needs and innovation - An Innovative Public Sector? Embarking on the Innovation Journey - (2011) 2

Innovation in the public sector: linking capacity [SocSci] to innovation in the innovative Public Sector: Embarking on the innovation journey - (2017) 2017-02-28

۱۹۷-۲۲۲-پذیرش و رهبری-and leadership

<http://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC4144460/>, 2014, پیشگیری از ایدز با متابولیز

https://publicadministration.un.org/egovkb/portals/egovkb/documents/un/2014/survey/e-gov_completes_survey-2014.pdf

سروچے سے جو ۱۹۸۳ میں عالمی یونیورسٹیز پر اپنی کارکردگی کا اعلان کیا تھا، وہی ہر یونیورسٹی کے لئے اپنے ایجاد کی طبقہ میں ایک بڑا بڑا حصہ تھا۔

پوچت، نی: [2003] The Essential Public Manager، حکومت اپنے پوری پیمائش

پارٹنر، Innovation in governance and public services: past and present · [2005] 7

وڈیو: http://www.levyinstitute.org/pubs/wp_823.pdf The State and National Systems of Innovation: A Sympathetic Critique-[2014]

The Public Innovator's Playbook: Nurturing Bold Ideas In Government

9

شہریوں کے وسیع حلقوے کو بہتر خدمات فراہم کرے۔ اسے ممکن بنانے کا واحد طریقہ بھرپور سیاسی عزم ہے جس کا اظہار باقاعدہ سوچ بجارت پذیری ایک پالیسی کی شکل میں ہونا چاہئے جو جدت کے ایک فعال ماحولیاتی نظام کے قیم کی راہ ہموار کرے۔

کرنے والوں کی تعداد میں کروڑ نوے لاکھ اور سمارٹ فون مالکان کی تعداد نے لاکھ ہے۔ ان حالات میں پاکستان میکنائوچی کے افق پر پرواز کے لئے پوری طرح تیار ہے اور حکومت کے لئے اس وقت بے مثال موجود ہیں کہ وہ ذی محیط طریقے سے آپس میں جڑے اپنے

حاصل بحث موبائل فون کے بڑھتے استعمال نے میکنائوچی کے استعمال کو وسعت دینے اور جدتوں کو پھیلانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان میں اس وقت موبائل فون صارفین کی تعداد 13 کروڑ، انٹرنیٹ استعمال



© UNDP Pakistan

A Technology and Strengthening Democracy Workshop underway

سرکاری شعبے کی تربیتی سرگرمیاں: سول ملازمین کی جدید طرز حکمرانی کے تقاضوں کے مطابق تیاری



فارنه صبوحی

ڈاکٹر یکش بجزل
سول سرومنہ اکیڈمی

مذکورہ بالاتر تبیتی پالیسی پر عملدرآمد میں بڑا منسلک و فاقی اداروں کی طرف سے تربیت کے لئے افران کی نامزدگی سے گزیر تھا۔ لہذا 1961 میں بعض اہم فیصلے کئے گئے۔ پہلا پار تربیت کو ترقی کے ساتھ جوڑ دیا گیا، مختلف اداروں میں تربیت کے لئے مختلف طبقوں کے افران کا تعین کیا گیا، اور ہر تربیت ادارے میں وفاقی اور صوبائی سرومنہ کے لئے کوئی مقرر کر دیا گیا۔ پالیسی کے تحت تربیت اداروں کی طرف سے جانچ پر کھلکھل رپورٹوں کی تیاری اور ترقی کے وقت انہیں زیر غور لانے کے علاوہ بعد از تربیت اس کے اثرات کے تجربہ کو کمی ضروری قرار دے دیا گیا۔^{vii}

ان پالیسی اقدامات کے بارے میں بہترین لفظوں میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ مجھنے جزوی طور پر کامیاب رہے۔

سرکاری شعبے کی تربیتی سرگرمیوں کا تیسرا مرحلہ 1973 کی انتظامی اصلاحات کے بعد پیش آیا جس میں فیڈرل سول سرومنہ کی جگہ پیشہ و رانہ گروپوں نے لے اور تنخواہ کر کیا 22 سے یونچے والے کو کیا گیا۔ پہلا بڑا تربیتی ادارہ 1948 میں پاکستان ایئرنریشنری سرومنہ از سرومنہ نویعت کی تھی۔ پہلا بڑا تربیتی ادارہ 1973 میں سول سرومنہ اکیڈمی (اسی ایس اے) میں تامن پیشہ و رانہ گروپوں کے لئے بھرتی کے فوراً بعد قابل از سرومنہ "کامن ٹریننگ پروگرام" (سی ٹی پی)، وضع کر دیا گیا۔^{viii} سی ٹی پی کی تکمیل پر ہر پیشہ و رانہ گروپ اپنی ملازمت سے مخصوص تربیت حاصل کرنے کے لئے اپنے مختلف سکول نہ کو ترقی ادارے میں چلا جاتا ہے۔ قبل از سرومنہ تربیت کا یہ ڈھانچتا حال برقرار رہے۔

سرکاری شعبے کے تربیتی نظام میں آخری بڑی تبدیلی سال 2000 میں اختیارات کی ٹھنڈھ پر منتقلی کے منصوبے پر عملدرآمد کے بعد آئی جب حکومت نے بینش سکول آف پیک پالیسی آرڈیننس، 2002 کے تحت بینش سکول آف پیک پالیسی (ایس پی پی) کے قیام کے ذریعے سول سرومنہ کے تربیتی ڈھانچے کی تنظیم نو کی۔ صدر پاکستان کی زیر سربراہی بودا آف گورنر (بی او جی) کے حامل خود مختار ادارہ اسی ایس پی کو قبول از ملازمت و دوران ملازمت تربیت فراہم کرنے کے علاوہ سرکاری پالیسی، سرکاری انتظامیہ، قانون، معاملات، فناں اور میجنت سائنس پر تحقیق کرنے اور ہدایات دینے کی ذمہ داریاں سونپیں

17 اور زائد) پر سرومنہ کی دو کیمیگر بین یہ تھیں: (الف) آل پاکستان سرومنہ (جو پاکستان ایئرنریشنری سرومنہ اور پولیس سرومنہ آف پاکستان پر مشتمل تھی)، (ب) سنبل سرومنہ۔ سنبل سرومنہ میں مجموعی طور پر 13 سرومنہ شامل تھیں جن میں پاکستان فارن سرومنہ، اکاؤنٹنٹس سرومنہ، پاکستان کشمیر ایکسائز سرومنہ، پاکستان یکسیشن سرومنہ وغیرہ شامل تھیں۔^{ix} ”پاکستان کو روشنی میں ملنے والا انتظامی نظام عمومی روایت پر بنی تھا جو باضابطہ تربیت کے بجائے تحریب کے ذریعے سیکھنے پر زور دیتا تھا۔“^x

آزادی کے بعد سرکاری شعبے کی تربیتی سرگرمیوں کی پالیسی کا وہیں چار منفرد احالہ پر مشتمل نظر آتی ہیں۔ 1960 کی دہائی کے اوائل تک سرکاری شعبے کے منتظمین کو دی جانے والی تربیت بڑی حد تک قبل از سرومنہ نویعت کی تھی۔ پہلا بڑا تربیتی ادارہ 1948 میں پاکستان ایئرنریشنری سرومنہ اکیڈمی کے نام سے قائم کیا گیا (جس کا نام بعد میں تبدیل کر کے سول سرومنہ اکیڈمی رکھ دیا گیا) جو پاکستان ایئرنریشنری سرومنہ (پی اے ایس) کے افران کو قبول از سرومنہ تربیت دیتا تھا۔ بعد ازاں دیگر سرومنہ کے لئے بھی سپیشل نہ ہو، ملازمت سے متعلق تربیت فراہم کرنے والے قابل از سرومنہ تربیتی ادارے قائم کئے گئے۔^{xvii}

دوران ملازمت تربیت کی ضرورت کو پہلی بار پہلے بخشہا مقصوبے (جس کا اجراء 1955 میں کیا گیا) میں اجاگر کیا گیا۔ اس منصوبے میں حکومت کی اس ضرورت کو تکمیل کیا گیا کہ انتظامی مشینی اس قابل ہوئی چاہئے کہ وہ حکومت کے معماشی و سماجی پروگراموں پر موثر طریقے سے عملدرآمد کر سکے۔^{xviii} اس کے نتیجے میں 1960 میں پیک ایئرنریشن ٹریننگ پالیسی متعارف کرائی گئی جس میں سول ملازمین کو ترقی تی انتظامیہ کے شعبے میں تربیت کے ذریعے تو میں ترقی کے لئے تیار کرنے پر زور دیا گیا۔ اعلیٰ اور درمیانی سطح کے سول ملازمین کو دوران ملازمت تربیت فراہم کرنے کے لئے پاکستان ایئرنریشن کا (پی اے ایس) سی) لاہور، اور بینش انسٹی ٹیویس آف پیک ایئرنریشن (نیپا) جیسے متعدد ادارے قائم کئے گئے۔ ان اداروں میں پڑھائے جانے والے مرکزی کورس میں پالیسی تکمیل، میجنت اور معماشی و سماجی ترقی پر زور دیا گیا۔

سرکاری شعبے کی تربیتی سرگرمیوں کا ارتقاء آزادی کے وقت پاکستان نے قبل از آزادی کے ہندوستان میں راجح سرومنہ کے ڈھانچے کو پیک تبدیلیوں کے ساتھ پایا۔ وفاقی سطح (بی ایس) مہارتوں اور طریقوں سے لیں کرنے کی ضرورت دوچند ہو گئی ہے۔ سرکاری شعبے کے تربیتی اداروں کے لئے بھی ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ابھرتے ہوئے چیخنوں کی روشنی میں اپنے تربیتی پروگراموں کا جائزہ لیں اور ان پر نظر ثانی کریں۔^{xix}

سرکاری شعبے کی تربیتی سرگرمیوں پاکستان میں ایسا ارتقاء آزادی کے وقت پاکستان نے قبل از آزادی کے ہندوستان میں راجح سرومنہ کے ڈھانچے کو پیک تبدیلیوں کے ساتھ پایا۔ وفاقی سطح (بی ایس)

i پاکستان میں سرکاری شعبے کی تربیتی سرگرمیوں پاکستانی کی بروٹ، 2012ء

ii http://www.asp.org.pk/knowledge_base/g-institutional.pdf

iii ذاکر امام ناظل خان، ”The Civil Services”， گورنمنٹ ایڈیشنری شپ ان پاکستان، لیبریج میڈیا ایڈیشنری شپ، 1987ء، صفحہ 131-127

iv ایضاً، صفحہ 374-378

v ایضاً، صفحہ 369-386

vi ایضاً، صفحہ 370

vii ایضاً، صفحہ 371-373

تریتی ادارے پورے تو اس سے ان کا اہتمام نہیں کرتے۔ اس بناء پر تریتی اداروں کا انحصار بریت کار کے تجربے اور ہر کوں کے شرکاء سے نئے والی جوانی آراء پر ہی رہ جاتا ہے جس کی بنیاد پر وہ تریتی ضروریات کا تلقین کرتے ہیں اور اپنے نصاب کی تشکیل اور اس پر نظر غافلی کرتے ہیں۔ لہذا ادارہ جاتی مقاصد کے حصول کے لئے مطلوبہ مہارتوں کے اعتبار سے متعلقہ فریقیوں کی ضرورتوں کی بنیاد پر مدت وار تریتی ضروریات کے تجربے اپنائی ضروری ہیں۔

اس بات کی جائج پر کہ کا کوئی باضابط نظام موجود نہیں کہ آیا تربیت کی بدولت تربیت عامل کرنے والے کی اپنے ادارے میں کارکردگی پر کوئی شبہ اڑات مرتب ہوئے۔ تربیت کوں کے بعد شرعاً کی کارکردگی پر نظر رکھنے کے معاملے میں انسانی وسائل کے مسائل تربیتی اداروں کے لئے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ تیسرے فریق کے ذریعے اڑات کی جائج پر کہ سے تربیتی اداروں کا اپنے تربیتی نصاہب اور تدریسی طریقہ کارکے ازمنو خارجہ میں مدد ملے گی۔

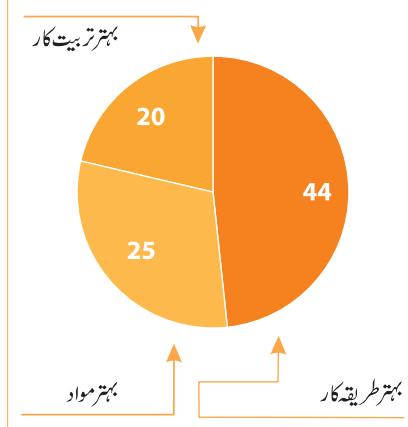
ترتیبی کو رس کی تکمیل پر اس کے شرکاء کی کارکردگی کی جا چک پر کھپر ایک تفصیلی رپورٹ ان کے اداروں کو بھجوائی جاتی ہے جس میں ان کی آئندہ تعیناتی اور ترقی کے بارے میں استعداد پر ایک تجزیہ بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ تجزیہ کو رس کے دوران شرکاء کی طرف سے دھانی جانے والی کارکردگی کی بنیاد پر تیار کیا جاتا ہے۔ جا چک پر کھپر مطابق معیار باقاعدہ طور پر طے شدہ ہے اور اس میں وقت کے ساتھ بہتری لائی جاتی ہے۔ بدشتوتی سے مختلف سرکاری حکاموں میں کام کرنے والے انسانی وسائل کے نتائج میں (ہیومن ریپورٹس میٹر) شاذ و نادر ہی ان شرکاء کی آئندہ تعیناتی میں یا رپورٹوں میں بتائی گئی کمزوریوں کے معاملے میں ان کی استعداد بہتر بنانے کے لئے ان رپورٹوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ ترقی کی پالیسی میں تربیت کو دیا جانے والا وزن (15 فیصد) کچھ زیادہ نمایاں نہیں ہے۔ نتیجہ اکثر یہی رہتا ہے کہ ترقی اور آئندہ تعیناتی کی استعداد کے اعتبار سے ترقی ادارے کی سفارشات کو سلیکشن ارتقی بورڈ نظر انداز کر دیتا ہے اور محض اکادمک معاملات میں انہیں پیش نظر کھا جاتا ہے۔ ترقی رپورٹوں کے وزن میں اضافہ اشد ضروری ہے کیونکہ ان کے ذریعہ کارکردگی کی جا چک پر کھپر سالانہ رپورٹوں (جن میں عام طور پر مبالغہ آرائی سے کام لیا جاتا ہے) میں پائی جانے والی کمی کو عمده طریقے سے دور کسرا جاسکتے ہے۔

مساواہ کی پیشلا نزد تربیتی اداروں کے جن کے کورس زان کے شرکاء کی ملازمت کے تقاضوں سے زیادہ ہم آہنگ ہوتے ہیں، این ایس پی پی پی اور اس کے تحت آنے والے اداروں کی طرف سے پیش کئے جانے والے اہم تربیتی کورسز کا مقصد میجنت اور قیادت کی مہارتوں کو بہتر بنانا ہے۔ بی ایس-17 سے زائد کے لئے شعبہ جاتی تربیت کو تاحال اس طرح توجہ نہیں مل پائی جس طرح ملنی چاہئے۔ اس کی نشاندہی بھی بی ایس-18 اور زائد کے لئے این ایس پی پی اور اس کے ذیلی پیوندوں کے زیر انتظام کرائے جانے والے لازمی کورسز کے شرکاء نے کی تقلیل دورانی لیکن بھرپور نوعیت کے ایسے کورس زان میں افسر کے متعلقہ شعبے کے علم کو آؤ گز بڑھایا جاتا ہے اور اس کی تکمیلی مہارتوں کو بہتر بنایا جاتا ہے، خدمات کی فراہمی کے لئے افسران کی صلاحیتیں نمایاں طور پر بہتر پاسکتے ہیں۔ ان کورسز کے لئے مختلف سروزز کے پیشلا نزد تربیتی ادارے سب سے موزوں ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ پیشلا نزد تربیتی

ہے۔ آئی یہی اور انکلیشز نے کی تیاری کا موجودہ مذہبیوں جس کی تیاری اور مستعمال میں پنجاب انسانیت کی تین تاریخی بوروسے مددی گئی، تربیت کے شرکا میں بہتر طرز حکمرانی اور خدمات کی فراہمی کے لئے دیباپنی، بہتر گلگرانی، اقدامات اور فیصلہ سازی کے لئے میکنالوجی کے طریقے مستعمال کرنے کا شعور پیدا کرتا ہے۔ بحیثیت مجموعی تربیت کے طریقے کار میں اب زیادہ زور و رکشا پیش، سیمناروں، علمی مشتوں اور سندھیکیٹ طرز کی تدریسیں پروگرامز ہاں ہے۔

مذکورہ بالا کامیابیوں کے باوجود پیشتر سول ملازمین کے نزدیک سرکاری شبیے کے ترتیبی پروگرام آزمائشی مدت ختم کرانے (تقلیل از سروں ترتیبی کی صورت میں) اور ترقی (لازیمی دوران سروں کو روزمرے کے معاملے میں) کا ایک راستہ ہے۔ مہارشی بہتر بنانے اور پیشہ وار ترقی کے لئے زیریت کے حصول پر پرانے نام تغییر دیکھنے کو احتیاط ہے۔ 2007ء میں سول ملازمین کے خیالات پر کئے گئے ایک سروے میں 80 فیصد نے غیر ملکی ترتیبی کو اندر وطن ملک ترتیبی کے مقابلے میں برتر قرار دیا جس کی وجہ سے ہم و جو بات ترتیبی کاروں کے معیار اور بہتر ترتیبی مواد اور طریقہ کار کو فرمادیگا (شکل 1-ix)

شکل 1: غیر ملکی تربیت بمقابلہ اندر و ان ملک تربیت



کسی بھی تربیت ادارے کی افادہ پت کا انحصار اس کے تربیت کاروں کے معیار پر ہوتا ہے۔ شعبہ تدریس اور خاص طور پر خود سروہز میں سے تہذیب تربیت کاروں کو اپنے ادارے میں لانا اور برقرار رکھنا آئین بھی سرکاری تربیت اداروں کے لئے سب سے بڑا چیز ہے۔ مسئلہ افونج میں جو بکسی کو تربیتی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں تو عزت و وقار کی بات کچھی جاتی ہے لیکن اس کے بر عکس کوئی سول ملازم کسی تربیت ادارے میں شامل ہو تو عام طور پر بکی سمجھا جاتا ہے کہ وہ سروں میں ناکام رہا گا۔ لہذا تربیت اداروں میں تعیناتی پر محض مالی اعتبار سے ہی نہیں (جو تربیت کاروں کے لئے اضافی تنخوا کی حکل میں پہلے ہی دی جا رہی ہیں) بلکہ اس اعتبار سے بھی مراعات دینے کی ضرورت ہے کہ جو تربیت کار کسی تربیت ادارے میں اپنی قابلیت منوائے اسے حکومت کے اہم عہدوں کے لئے منتخب کرنے اور اعلیٰ رینک پر ترقی کے لئے ترجیح دی جائے۔

تریتی ادراوں کی بھرپور کارکردگی سامنے نہ آنے کا ایک اور سب تریتی پروگراموں کے مطابق تائج کے تعین پر سماقہ اور موجودہ سرکاری تحریکوں کے درمیان کاؤنٹریشن کا فرقہ ہے۔ تریتی ضروریات کے تحریک پر انھیں میں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ملازمت دینے والے ادارے یا

گئیں۔ اس کے بروڈ کو اختیار دیا گیا ہے کہ کسی بھی حکومتی ترمیتی ادارے کو اپنا نازلی یونٹ قرار دے سکتا ہے (تحال ان اختیارات کا استعمال صرف ایسی اسے اور نیپا کے معاٹے میں کیا گیا ہے)۔ یہ ادارہ سرکاری پالیسی کے امور پر وفاقی حکومت کے لئے تحقیقی ادارے کے طور پر بھی خدمات انجام دیتا ہے۔

ان ڈھانچے جاتی تبدیلیوں کے متبے میں پی اے ایس سی اور نیپا لاہور کو
این ایس پی پی میں ختم کر دیا گیا۔ پی اے ایس سی پیشہ میختجہت کا لمحہ
(این ایم سی) میں اور نیپا لاہور کو این ایم سی کے سیسترمیختجہت و نگہ (ایس
ایم ڈبلیو) میں تبدیل کر دیا گیا۔ پشاور، کوئٹہ اور کراچی میں نیپا کے
اداروں کا نام تبدیل کرنے کا انہیں پیشہ انسٹی ٹیوٹ آف میختجہت (این
آئی ایمز) بنا دیا گیا اور سی ایس اے لاہور کے ہمراہ انہیں بھی سکول کے
ذیلی یونیورسٹیوں کی حیثیت دے دی گئی۔ این آئی ایمز میں بی ایس-18 کے
افران کے لئے ”ڈی کیکر پیٹر میختجہت کوسر“ متعارف کرائے گئے۔
سرکاری پالیسی امور پر معیاری تحقیق کرنے اور سرکاری و خجہ شعبوں میں
قادمندیں کے لئے اشتراک عمل پر میکھنے کے موقع فراہم کرنے کے
لئے این ایس پی پی کے لازمی یونیورسٹیوں کے طور پر بالترتیب دو منع
ادارے پیشہ انسٹی ٹیوٹ آف پیلک پالیسی (این آئی پی پی) اور
ایک کیکوڈولر میختجہت انسٹی ٹیوٹ (ای ڈی آئی آئی) قائم کئے گئے۔

موجودہ تربیتی نظام کی صورتحال کا تجزیہ

سرا کاری شجھے کے تربیتی ادارے اپنے آغاز سے اب تک ایک طویل سفر طے کرچکے ہیں۔ تربیت کے بنیادی ڈھانچے کے اعتبار سے یہ مضمون اداروں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان اداروں میں فراہم کی جانے والی مختلف سطھوں (بی ایس-21-17) کی تربیت میں وقت کے ساتھ بہتری اور پختگی آئی ہے۔ این ایس پی پی کے مقام سے تربیت پہلے سے زیادہ سخت ہو گئی ہے اور مختلف کمیٹیوں پر درکار لکھیدی مہارتوں کی ترقی پر ایک نئے عزم کے ساتھ زور دیا جا رہا ہے۔ شوابہ پرمی فیصلہ سازی اور مسائل کا حل، قیادت، ٹیکنالوجی کی تیاری اور وسائل کے عدمہ استعمال جیسی مہارتیں این ایس پی پی اور اس کے ذمیں اداروں کے زیر انتظام کرائے جانے والے تمام تینجمنٹ کو سرزی میں مشترک ہیں۔ سینئر اونیشنل تینجمنٹ کو سرزی میں پالیسی تعلیمی اور حکمت عملی کے تحت پالیسی پر عملدرآمد جیسی اسلام آباد میں واقع این آئیز میں ایک سطھ کے افران کے لئے منعقد کرائے جانے والے تربیتی پروگراموں کے نصاب، تربیتی طریقہ کار اور جانچ پرکھ کے طریقے کو کمیکس اس معیار کے تحت ڈھانچے دیا گیا ہے۔

ان اداروں میں کرائے جانے والے کورس کی نوعیت بنیادی طور پر آج بھی تینجمنٹ اور قیادت سے ہی متعلق ہے جبکہ دور جدید میں طرز حکمرانی کی مشکلات کی پیچیدگی کے پیش نظر تربیتی اداروں پر باوقوفہ رہ رہا ہے کہ وہ دیگر اداروں کے ساتھ کرنی مہارتیں پیدا کرنے پر زور دیں۔ ایسا ہی ایک اشتراک علی سنش فارا کیا کر ریسرچ پاکستان (ای ای آر پی) کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی بدولت این ایس پی پی شوابہ پرمی فیصلہ سازی پر اسی کے تیار کئے ہوئے تربیتی ماڈلز استعمال کر رہا ہے جو اس نے جان ایف کینیڈی کی مکمل آف گورنمنٹ، باورڈ یونیورسٹی کے ساتھ تکمیل کر تیار کیے۔ آئی سی میڈیا یوں انسرٹیکیشنل دیا گیا ہے اور اسی گونمنٹ کی اہمیت ہوئی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے بہتر بنایا گیا۔

زیرا ہتمام کرائے جانے والے لازمی کو سرز کے شرکاء نے کی۔ قلیل دوران پر بھر پورنویت کے لیے کو سرز جن میں افسر کے مغلق شعبے کے علم کو آگے بڑھایا جاتا ہے اور اس کی تکنیکی مہارتوں کو بہتر بنایا جاتا ہے، خدمات کی فراہمی کے لئے افسران کی صلاحیتیں نمایاں طور پر بہتر بنائیں۔ ان کو سرز کے لئے مختلف سروہمز کے پیشلا نرڈ تربیتی ادارے سب سے موزوں ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ پیشلا نرڈ تربیتی اداروں کو محکم بنایا جائے اور مختلف پیشلا نرڈ تربیتی اداروں کے درمیان ادارہ جاتی اشتراک میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہ ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

آخری بات، وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے تکنیکی اور پیشہ و رانہ شعبوں کے عمل کو دوران کیروں پر بیشوف سے متعلق نئے طریقوں اور علم سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ تربیت نہیں دی جاتی۔ فی ایں 16 اور اس سے یونچے کے افسران پر بھی بھی بات صادق آتی ہے حالانکہ سرکاری ملازمین کا بڑا حصہ انہی پر مشتمل ہے اور پیشہ صورتوں میں ان کا عوام کے ساتھ برداہ راست واسطہ پڑتا ہے۔ روپیہ پارٹیٹ میں پیواری، حکم پولیس میں انسپکٹر، محکمہ کمٹری میں اپریزرا یعنی افسران کی چند مثالیں ہیں۔ مطلوبہ مہارتوں سے لیس کے بغیر سرکاری خدمات کی فراہمی کو بہتر نہیں بنایا جاسکتا۔ تربیت کے معاملے میں بھی یونچے سے اور تک والی سوچ اپنا ہوگی۔

حاصل بحث
حکومت پاکستان کے تیار کئے ہوئے وثائق 2025 میں سرکاری شعبے کی ادارہ جاتی ترقی اور اسے جدید بنانے کی ضرورت کو ترقی و افزائش کے ڈھانچے کے ایک سوتون کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس میں مہارت کے ساتھ ساتھ لگن سے بھر پور، متاخ پرمن، اعلیٰ کارکردگی و کھانے والی سول سروں کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا ہے جو شہریوں کی ضروریات پر جوابی اقدام کے لئے تیار ہو۔ سرکاری شعبے کے تربیتی ادارے سول ملازمین کی مہارتوں اور علوم کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ محض تربیت کوئی بڑی تبدیلی نہیں لاسکتی۔ بلکہ انسانی وسائل کی میکنٹ کو مفید بنانے والی تمام کڑیوں یعنی بھرتی، تربیت، ترقی، کارکردگی کے جائزہ، معاوضہ، بہبود اور بعد از بیانہ منٹ مراعات، سب پر ہی ایک لکی (لیکن مرحلہ وار) سوچ کے تحت کام کرنا ہو۔

گ۔

عده طرز حکمرانی پر زور لگانے کے لئے سو شل میڈیا کا استعمال

طریقہ الیکٹرائک میڈیا کا استعمال ہے۔ تاہم میڈیا شہر پوں کی دلچسپی کے ہر مناسے کوئی نہ احتا۔ یہاں بھی سوال آ جاتا ہے کہ شہری الیکٹرائک کی توجہ کس طرح حاصل کریں، اس کی بُری لینک نیوز کا حصہ کیسے بنیں اور اس کے ٹاک شوز تک کس طرح پہنچیں؟

اس معاملے میں بھی تجویزی بتاتا ہے کہ جو چیزوں کو سوشل میڈیا پر بھی جائے الیکٹرائک میڈیا بھی اسے اخالیتا ہے۔ اب سوال یہ یہاں ہوتا ہے کہ طرزِ حکمرانی میں کسی بھی طرح کی خامیوں کو سوشل میڈیا پر کس طرح پھیلا جائے۔

عمرہ طریقہ رانی کی بات کریں تو کئی کارنا مول کا سہرا سو شل میدیا کے سر جاتا ہے جن میں مصر کا تحریر سکو اور حال ہی میں ترکی کی ناکام فوجی بغاوت قابل ذکر ہیں۔ عام انقلاب میں کہا جاستا ہے کہ شہر پیون نے خبریں دیتے، بدعنوایوں کو بے نقاب کرنے، اپنی آراء ظاہر کرنے، احتجاجی مظاہروں کے لئے لوگوں کو فعل کرنے، انتخابات کی گمراہی کرنے، حکومتوں کی باز پرس کرنے اور اپنی شمولیت کا دائرہ پھیلانے کے لئے سو شل میدیا کا استعمال کیا ہے۔ 3

لے بھاں ناچیخ را کے لوگوں کی مثال سامنے آتی ہے جنہوں نے طرزِ حکمرانی کے مسائل کو اجاگر کرنے کے لئے ٹوپڑ کے میش ٹیک کامیابی کے ساتھ استعمال کئے۔ مثلاً:

حکومت نے ایندھن پر سب سدی ختم کی اس بیش ٹیگ کے ذریعے اپک سمائی و پیاسی احتیاجی تحریک شروع ہو گئی۔

BringBackOurGirls #
انگواعِ شدہ طالبات کی بازیابی کے لئے اس پیش فیگ کے ذریعے تحریک چلانی گئی۔

NigeriaDecides #

امتحابات کے دوران اس کے ذریعہ انتخابی ادارے سے سوالات پوچھے گئے اور ان کے جوابات طلب کئے گئے۔

Nigerians March Against Corruption #
اس بیش ٹکنگ کے ذریعے کرپشن کے خلاف احتجاجی مارچ کا اعلان کیا گیا۔ 4

یہ اب عام سی بات ہو چکی ہے کہ سوچل میڈیا پر جن مسائل کو مقبول یت ملی (Facebook) ایکٹر انک میڈیا پر بھی ان کی اہر چل لگی۔ فیس بک (Facebook) اور ٹوئٹر (Twitter) کے بیش ٹیگ (Hashtags) طرزِ سخراں کے لئے مسائل کو جاگر کرنے اور انہیں لوگوں میں پھیلانے کا چال ریٹھے ہیں۔ کوئی بھی شہری اپنے کسی مسئلے پر تبصرہ (Comment) یا کوئی مختصر سی وڈ پو پوٹ (Post) کر سکتا ہے اور اسے بیش ٹیگ کر سکتا ہے۔ اگر کوئی بیش ٹیگ مقبول ہو جائے تو عین ممکن ہوتا ہے کہ ایکٹر انک میڈیا پر بھی اسی امیدوار کے حق میں انتخابی بعنوانیوں کا امکان اپنی جگہ موجود ہے جس سے کھلی کا پانسہ پلٹ جاتا ہے۔

کی امیدوار کے حق میں انتخابی بد عنوانیوں کا امکان اپنی جگہ موجود

ہے۔ س میں کا پاسہ پلٹ جاتا ہے۔

یہ ہے کہ ان حالات میں عمدہ طرز حمراہی پر زور لگائے گے لئے

س کے پاس لیا طریقہ رہ جاتا ہے؟ جب سے پتہ چلنا ہے کہ

یہ یا ایلزیٹو لو ایئر انک میڈیا پر معنی سہیں والے ٹلرز

کی میں اپنے تھے تو اس کا اک
Ticket) کا ڈرہ جاتا ہے۔ لہذا راپ چاہتے ہیں کہ ایزی یلو

A portrait photograph of Dr. Md. Golam Ali, a middle-aged man with dark hair and a mustache, wearing glasses and a black shirt. The photo is set against a blue background and is framed by an orange border.

ڈاکٹر ادریس خواجہ

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈولپمنٹ اکنائس (پائید) سینئر لیسرچ اکاؤنٹسٹ

عمرہ طرز حکمرانی کے آٹھ اجزاء ہیں لیعنی یہ شمولیت پر منی ہو، قابل اختساب ہو، شفاف ہو، جوابی اقدام پر آمادہ ہو، موثر، فعال، مساویانہ ہو اور تلقینی کی حکمرانی پر عمل کرے۔ 1۔ حکومت اگر عوامی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو، شفاف ہو اور اس کے دروازے اختساب کے لئے کھلے ہوں تو عمرہ طرز حکمرانی کے تمام عناصِ زیر لیکن ان میں سے زیادہ تر اپنے طور پر بڑھتے جائیں سوال یہ ہے کہ ایسا کس طرح ہو؟
شہری اپنی ترجیحات بتانے، اپنے خدشات ظاہر کرنے، شفافیت کا مطلب کرنے اور حکومتوں کا اختساب کرنے کے لئے کسی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ عمرہ طرز حکمرانی پر زور لگانے کے روایتی طریقے اگرچہ مخصوص حالات میں منفرد رہتے ہیں لیکن ان کے منفی پہلوں کی وجہ موجود ہیں۔ غیر رسمی طریقے مثلاً ایڈوکیسی، احتجاجی مظاہرے، ہڑتالیں، حکومت کو پیش کرنے، محج کرنا، مراجحتی تحریکیں اور رسول نافرمانی وغیرہ، ان سب کی نظری سرگرمیاں اور انہیں دیرپا بنانا مشکل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کا اہتمام قائدین کی ترجیحات سے مشروط ہوتا ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ یہ طریقے بکثرت استعمال نہیں کئے جاتے اور صرف ایسے مسائل پر اپنانے جاتے ہیں جو معاشرے کے وسیع تر طبقے کے لئے تشویش کا باعث ہوں۔ رسمی طریقوں مثلاً ریاست کے فیصلہ ساز نورمر میں شہریوں کی شمولیت کے لئے ریاستی اداروں کو جلانے والی ہادیز میں

(2001)-Citizens as partners: OECD handbook on information, consultation and public participation in policy making

<http://weekend.peoplestodayng.com/index.php/opinion/opinion/6957>

۱۰۷ این پژوهش از این نظر می‌تواند یک پیشگام برای این انتظار باشد. این پژوهش نتایجی را که ممکن است در آینده این انتظار را تحقق دهند، ارائه می‌نماید.

<http://weekend.peopledailyng.com/index.php/opinion/opinion/6957> -social-media-a-catalyst-for-good-governance -Social Media: A Catalyst for Good Governance

والوں نے اپنے موبائل فون سے پارسکگ کی خلاف ورزیوں کی تصویریں یادو یو بیز نہ کیں اور ریپک پولیس تک پہنچا دیں لیکن کیا پاکستان یا پاماندہ لکوں میں ایسا ہو سکتا ہے؟

متفقی اور تو یو مسائل پر اپنے غذشت خالہ کرنے کے معاملے میں شہری بھی کچھ اتنے پر جوش نہیں لگتے۔ انہوں نے شایدی بھی بات پلے باندھ رکھی ہے کہ ”کچھ نہیں ہو گا“۔ باضی کے تجربات کے پیش نظر اس طرح کا رو یہ بھی خطری بھی بات ہے لیکن اس کا تدارک کرنے کے لئے لوگوں کو مناسب ایڈوکیسی کے ذریعے قائل کرنا ہو گا اور ہمت و حوصلہ اور مسلسل چدو جدید کی تاریخی شاخوں کے ذریعے تغییر دینا ہو گی۔ حکام کے مکمل غرض و غصب کے ڈر سے عوام حساس امور پر بات کرتے ہوئے بھی کتراتے ہیں۔ متعدد ممالک میں اس طرح مسائل اجرا کر کرنے والوں کے تحفظ کے لئے تو انہیں موجود ہیں۔ کئی لکوں میں بلا منافع بنیاد پر کام کرنے والی ایسی تظییں بھی موجود ہیں جو ایسے لوگوں کو قانونی مدد فراہم کرتی ہیں۔

پاکستان میں بھی شایدی ایسی بلا منافع تظییں کو کی جائیں کی ضرورت ہے۔

شہری عمدہ طرز حکمرانی کے لئے تبھی زور لگائیں گے جب وہ اس کی خواہش محسوس کریں گے۔ یہ خواہش کس طرح پیدا کی جائے اس کی شروعات ذہن سے ہوتی ہے۔ عمدہ طرز حکمرانی پر شہریوں کے زور کے اوصاف اور اپنی خاطر اور معاشرے کی خاطر اجتماعی اقدام کے فوائد، یہ ہیں وہ خیالات جنہیں شہریوں کے ذہنوں میں پیدا کرنا ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ قابلیت اوقات کے تحت ایڈوکیسی کی جا

سکتی ہے جس میں ایکٹر انک میڈیا کو ترجیح جلتی چاہئے کیونکہ اس کا حلقة اڑو سچ ہے جبکہ طویل مدتی اقدامات کے طور پر سکلوں کے نصاب اور تدریسی طریقوں پر نظر ثانی کرنا ہو گی۔

اگرچہ سوشنل میڈیا پر اشراقیہ کے قصہ کا خطہ کم ہے لیکن بڑے شہروں سے باہر انتزیت کی موجودگی کی پست سطح اور پست شرح خواندگی کی وجہ سے محروم طبقات کے لئے سوشنل میڈیا کا استعمال مشکل ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ مارچ 2016 تک پاکستان میں فیس بک استعمال کرنے والوں کی تعداد ڈھانی کروڑ تک جو کوئی چھوٹی تعداد نہیں۔

طررز حکمرانی کے سلسلے میں سوشنل میڈیا کے استعمال کو باقاعدہ کھل دینے کے لئے ایک ڈھانچہ تکمیل دینے کی ضرورت ہے۔ یہ کچھ اتنا آسان ہی نہ ہوگا کیونکہ اس کھیل میں جن لوگوں کو ہمارا کڈا ہر ہے وہ مراحتت بھی کریں گے۔ شروعات کے طور پر سرکاری دفاتر میں خاص طور پر اس مقصد کے لئے لوگ تینیات کئے جائیں جو کسی محکمے کے بارے میں سوشنل میڈیا پر مقبولیت حاصل کرنے والی پاؤں پر نظر رکھیں اور (این سینئر میجنٹ کو)

میں بھگور کی ٹریپک پولیس نے فیس بک کا استعمال کرتے ہوئے ایک نہیں جلوں کے سلسلے میں ٹریپک روٹ میں لائی گئی تبدیلیوں سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

اس سے یہی سبق ملتا ہے کہ عمدہ طرز حکمرانی کو ممکن بنانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام سرکاری افران و عہدیداران ایسے ایکٹر انک نظام وضع کریں جن کے ذریعے وہ شہریوں کے ساتھ ساتھ اپنے مقاموں کے ساتھ بھی دو رو یہ ابلاغ کر سکیں اور شہریوں کو ایسے نظام وضع کر کے تلاش کرنا چاہئے۔ حکومتیں اگر سوشنل میڈیا کو اپنی آنکھیں اور کان بنالیں تو نہیں بہت فائدہ ہو گا۔

شہریوں کو کسی مقصد کی خاطر فعال کرنے کے لئے یہ امناگزیر ہے کہ اس معاملے پر عوامی ڈیٹا انک رسمائی اس شکل میں فراہم کی جائے کہ ایک عام آدمی بھی اسے سمجھ سکے۔ ماہرین یہ ڈیٹا شناس کارہائے طور پر سوشنل میڈیا پر فراہم کر سکتے ہیں۔ شہریوں کو مثال کے طور پر قوی بجٹ کا ڈیٹا آسان

اسے اٹھا لیتا ہے۔ کرپشن ہو یا نا انسانی، جیلوں میں بدسلوکی ہو یا امتحانات میں نفل، سکلوں کی حالت ہو یا خفظان محنت کی خدمات کی صورت میں، سرکاری اداروں میں بھرتی یا ترقی میں بے قاعدگیاں ہوں یا خریداری میں بعد عنوانیاں، غرض مسئلہ کوئی بھی ہو اسے اس طریقے سے اجاگر کیا جاسکتا ہے۔

ایک تصویر ہزار لکھوں پر بھاری ہوتی ہے اور سوشنل میڈیا کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس کی بدولت اپنا بیگام لوگوں تک موثر طریقے سے پہنچا جاسکتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس وقت کم ہو انہیں اس کی بدولت بیکا یت کرنے، ایڈوکیسی کرنے یا پڑھنے کا موقع عمل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خود کار سہوتوں کی شکل میں مزید محافظت سے فائدہ اٹھانے کے رجحانات بھی زور پکڑ رہے ہیں لیعنًا گاراپ کی مبم (Campaign Up) کے لئے سائن اپ (Sign Up) کر لیتے ہیں تو چاہے آپ اس مبم میں شال نہ ہوں آپ کو خود کار طریقے سے باقاعدگی کے ساتھ اپ ڈیٹس ملے رہتے ہیں۔

سوشنل میڈیا کا استعمال کرنے کا سب رائٹ اوف انفارمیشن ایکٹ - اتنا کم استعمال کیوں؟

رائٹ اوف انفارمیشن ایکٹ (Right to Information Act) پنجاب اور خیبر پختونخواہ میں نافذ ہو چکا ہے۔ ان قوانین کو بھر پور طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ صوبائی سطح پر طرز حکمرانی میں بے پناہ بہتری لاسکتے ہیں۔ کرپشن، اقربا پوری، نااہل وغیرہ کے اعتبار سے پاکستان کے بارے میں جو خیالات پاٹے جاتے ہیں ان کے پیش نظر امید تو بھی ہے کہ منصوبوں کی لاگت، ہمیں میں تاخیری کی وجہات، بنیادی تعلیم اور صحت کے اخراجات، نیادی مراکز محنت میں تینیات ڈاٹرموں کی تعداد کے بارے میں سوالات، پولیس سیشنوں کے بجٹ، اصلاح میں ترقیاتی فنڈز کی تخصیص اور لا تعداد دیگر امور پر سوالات کا ایک سیال بند آئے گا۔ اس طرح کے سوالات اور ان پر دیے جانے والے جوابات اور ان جوابات کو میڈیا پر ملے والی مکمل تغیریت سے طرز حکمرانی میں خاصی بہتری اسکتی ہے۔ اس پر لا تعداد سوالات سامنے آتے ہیں لیعنی شہری معلومات کے حصول کے لئے رائٹ اٹھانے کے لئے ایکٹ سے بھرپور انداز میں استفادہ کیوں نہیں کرتے؟ صحافی چکے دارخوازوں کی تلاش میں ایکٹ سے استفادہ کیوں نہیں کرتے؟ ان ایکٹ سے بھرپور انداز میں استفادہ کیوں نہیں کرتے؟ میں ایکٹ سے اتفاقہ کیوں نہیں کرتے؟ ان ایکٹ سے چلایا جا سکتا ہے۔ لہذا کوئی بھی شخص جو بھی مسئلہ اڑاتے ہیں اسے اپنے کڈے کو اپنے اسے بھرپور طریقے سے طرز حکمرانی میں خاصی بہتری اسکتی ہے۔ اس پر لا تعداد سوالات سامنے آتے ہیں لیعنی شہری معلومات کے حصول کے لئے رائٹ اٹھانے کے لئے ایکٹ سے چلایا جا سکتا ہے۔ یہ سوشنل میڈیا پر اشرافیہ کے قبضہ کا خطہ کم ہو جاتا ہے۔

حکومتیں بھی طرز حکمرانی کے مقاصد

کو آگے بڑھانے کے لئے سوشنل میڈیا کا استعمال کر رہی ہیں۔ ترقی پذیر ملکوں میں اب کسی بدلیاتی ادارے کے لئے یہ تصور بھی حال ہو گیا ہے کہ وہ شہریوں کے لئے اپنی شکایات درج کرنے کا کوئی ایکٹر انک نظام وضع نہ کریں جبکہ بیشتر اداروں کے لئے یہ فرمیں بک پر اکاؤنٹس موجود ہیں۔ امریکہ میں جب سمندری طوفان سینڈی (Sandy) آیا تو نیویارک کے گورنر آفس نے صرف تین دن میں 800 سے بھی زیادہ ٹویٹ (Tweets) کے لئے اسی طرح یوٹن میں ایک موبائل اپلیکیشن (Mobile Application) تیار کی گئی ہے جس کے ذریعے شہریوں کو گھر کے ڈھکن جیسے شہری مسائل کا پرمنٹ کیا جاتا ہے۔

اپنے ملک میں اور آس پاس ایسی کئی کمی مثالیں موجود ہیں۔ پنجاب فوذ اتحاری کی ڈائریکٹر نے کئی ہوٹلوں پر چھاپوں کی تصویریں اپنے فیس بک ٹیچ پر پوٹ کیں تو ایکٹر انک میڈیا یا بھی اس معاملے کو اخالیا۔ 2012/13 میں اس وقت کے چیف سیکریٹری گلگت بلتستان نے فیس بک کے ذریعے پل کی میل میں تاخیر اور محکمہ تعلیم میں تقریبیوں میں بے قاعدگیوں سیستہ ہر طرح کے مسائل کا ازالہ کیا۔ 6 ہسپاٹل بھارت

سری رام انتخابیں، Social Media for Good Governance governance/article4480396.ece

حسین، وائل۔ 2013). Social Media as a Tool of Good Governance in the Government of Gilgit-Baltistan, Pakistan۔ کراس روڈ، ایشیا، درگ ہر یونیورسٹی۔

عمر قریشی، Pakistan Facebook Users crosses the landmark of 25 Million users۔ 2016)۔ جو یہاں سے دستیاب ہے:

انقلاب فرانس کی جزوں صدیوں کی ان مقامی ایڈوکیتی سرگرمیوں میں تھیں جن میں والٹیر، رؤوس اور مانیکپل جیسے فرانسیسی فلسفیوں کے تیار کئے ہوئے روشن خیال شرپھر نے بھی اپنا کردار ادا کیا اور اس انقلاب کو کامیابی سے ہمکار کیا جکہ تیریکو اور شاید آج بھی ایک جاری جدوجہد ہے۔

بے عمدہ طرز حکمرانی کے لئے سوچل میڈیا کی استفادہ کو بھر پورا نہاز میں بروئے کار لانے کے لئے ایڈوکیتی انتہائی ضروری اور لازم ہے۔ تبدیلی ایک ستمل ہے جس کے لئے قوم و زبان دنوں کوں کر جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ ایڈوکیتی کی قوت کی ایک مثال کے طور پر انقلاب فرانس اور مصر کے تحریر سکواز کے درمیان فرق کو دیکھا جاسکتا ہے۔

ان کی روپورث دیں۔ کئی سرکاری دفاتر اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے حوالے سے پہلی یہ کام کر رہے ہیں۔ شروع میں سوچل میڈیا طرز حکمرانی بہتر بنانے میں مدد کے لئے کچھ نہ کر پایا تو تحریکیت مجموعی اس سے شہریوں میں مایوسی پیدا ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے ان کی بہت جواب دے جائے۔ لہذا، جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا



اوپن ڈیٹا اور سرکاری خدمات میں بہتری

باقھیار حیثیت

اوپن ڈیٹا کی بدولت عمومی خدمات اور مسائل کی تخصیص کے فیصلے معلومات کی بنیاد پر ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں شہریوں کو با اقتدار بنانے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ بنیادی خدمات مثلاً صحت و تعلیم کی کارکردگی پر تفصیلی معلومات شہریوں کو اس قابل بناتی ہیں کہ وہ ان سہولیات سے استفادہ کے وقت بہترین سہولیات کا انتخاب کر سکیں، خامیوں کی نشاندہی کر سکیں اور خدمات کی فراہمی بہتر بنانے کے مطالبات میں اپنی آواز شامل کر سکیں۔ ڈیٹا کی مسلسل دستیابی سے نئے پروجیکٹس کی گمراہی و جانش پر کہ، اصلاحی اقدامات کرنے، اقدامات کی افادیت اور ان کے نتیجے میں مرتب ہونے والے اثرات کا اندازہ لگانے کا موقع مل جاتا ہے۔ قصہ مختصر، ڈیٹا کسی بھی قسم کے اخراج پر نظر کھنے میں مدد دیتا ہے۔

مسائل کا حل

حکومت کی طرف سے مسائل کے حل کے لئے اوپن ڈیٹا کے استعمال کا رمحان بھی مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ ڈیٹا کی بنیاد پر شہریوں اور پالیسی سازوں کے درمیان فعال اشتراک عمل سے عوام کو دریچیش دیرینہ مسائل حل کرنے کی سوچ بہتر بنانے میں مدد رہی ہے۔ زندگی کے ڈیٹا اور تجزیے میں اپنا حصہ ملائے اور مختلف حلقوں کی ہمارتیں مجما کرنے کے حوالے سے شہریوں کی مدد مسائل کے حل کے عمل کو بہتر بنانے اور غیر فعلی کا ازالہ کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔

آرٹی آئی قوانین 1951 کے دنوں سے ہی (فن لینڈ) نافذ ہونا شروع ہو گئے تھے۔ تاہم گزشتہ چندہ باریوں میں یہ سلسلہ زور پکڑ گیا ہے جس کا بنیادی سبب رسد کے اعتبار سے نیشنال اوپنی کے میدان میں ہونے والی پیشرفت اور طلب کے اعتبار سے عوام میں پیہا ہونے والی یا آگاہی ہے کہ وہ ان کے سامنے جواب دے گیں۔ حکومتوں کو منتفع کرنے والے شہریوں کو پتہ چلتا چاہئے کہ ان کے حوالے سے مدد داریوں کی انجام دہی کس طرح ہوئی ہے۔ جنوبی ایشیا میں پاکستان پہلا ملک تھا جس نے 2002 میں فریم آف انفارمیشن ایکٹ نافذ کیا جس کے بعد 2005 میں بھارت اور 2008 میں بھلکے دیش نے یقوانین نافذ کئے تاہم قوانین کا نافذ چھل پہلا قدم ہے۔ قوانین کا معیار اس لحاظ سے انتہائی اہم ہے کہ ان کے تحت حکومتوں کو کس حد تک کھلا بیانیا گیا ہے۔ قوانین کے موازنہ پر عالمی ریکارڈ (جس میں انجمنی اعلیٰ معیار کے قوانین کو ظاہر کرتا ہے) میں بھارت 3، بھلکے دیش 20 اور پاکستان 84 نمبر پر آتا ہے۔ جب کوئی قانون نافذ ہو جاتا ہے تو گلابی اچلیخ اس پر عملدرآمد ہوتا ہے۔

تروتیج اور مراجعات کے ڈھانچے تکمیل دینے کی سرگرمیاں وقت آنے پر اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہتی ہیں۔ ریاست پر واضح ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر سطح پر احتساب کے داخلی نظام وضع کرے جو کارکردگی اور خدمات کی فراہمی کے مختلف اقدامات کا احاطہ کریں لیکن ترقی پذیر ملکوں میں اکثر ویژتیز یا امور کارکردگی بہتر بنانے کے مقصد کی تکمیل نہیں کر پاتے۔ اوپن ڈیٹا متعدد شعبوں کے طرز حکمرانی میں بنیادی طور پر بہتر لانے میں مدد دے سکتا ہے اور اس بناء پر حکومت اور عوام دونوں کے لئے اہم ہے۔ اس کے اہم اثرات کا ایک مختصر خاکہ یہ ہے جسے دیا گیا ہے۔

احتساب

ڈیٹا منظر عالم پر آنے سے اعلیٰ کارکردگی کو اجاگر کرنے کی ترغیب میں حکومت ایک صحت مندرجہ باہم آجائی ہے کہ وہ اہداف حاصل کرے، نتائج میں بہتری لائے اور ان سے مرتب ہونے والے اثرات کو اجاگر کر سکے۔ ڈیٹا، اعداد و شمار، دستاویزات، روپرتوں، تجزیوں اور ابلاغ کو سب کی رسانی میں لانے سے شفافیت کو ایک باقاعدہ ٹکل مل جاتی ہے اور معاملات پر نظر رکھنے میں مدد لیتی ہے۔ عوام چیزوں پر نظر رکھتے ہیں جس سے بدغونانیاں بے نقاب ہوتی ہیں اور یوں احتساب میں اضافہ ہوتا ہے۔ مختلف حلقوں سے ڈیٹا کے حصوں اور قابل استعمال انداز میں اسے ایک ٹھوٹ ٹکل دینے سے مسائل کا ایک ہامی ذخیرہ وجود میں آ جاتا ہے کے بغیر فاعل طریقے سے افشاء کیا جائے۔ اوپن ڈیٹا یعنی بنانے اور اسے فروغ دینے کے لئے کئی حکومتوں نے سرکاری ڈیٹا تک رسائی کے لئے قوانین بنادیئے ہیں جن میں معلومات تک رسائی حق (to Information Right) یعنی آرٹی آئی یا معلومات تک رسائی کی آزادی (Freedom of Information) یعنی ایف او آئی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان قوانین میں بھیت مجموعی عوام کو معلومات فراہم کرنے کے پروگرلوں، اقدامات اور حدود طے کر دی گئی ہیں جن میں بالخصوص حکومتی امور سے متعلق معلومات کے لئے درخواستیں دینے اور ان کے حصول کے طریقہ کا کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ معلومات کے افشاء اور یا فراہمی کے تحت ذاتی نوعیت کی معلومات، قومی سلامتی سے متعلق امور پر معلومات وغیرہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ آرٹی آئی ایف او آئی قوانین کے تحت معلومات تک رسائی دینے کے لئے ڈیٹا کے فعال انداز میں افشاء کو لازمی بھی فرادریا جاسکتا ہے۔



عمر نندیم

ای گورننس کنسلٹنٹ

اوپن ڈیٹا (Open Data) ایک ابھرتا ہوا تصور ہے جو طرز حکمرانی بہتر بنانے اور حکومتوں کا احتساب کرنے کے لئے بے پناہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ اوپن ڈیٹا سے مراد یہ ہے کہ حکومت عوام کو کلی اجازت دے دیتی ہے کہ وہ پوری آزادی سے ڈیٹا تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں، اسے استعمال کر سکتے ہیں اور اسے دوبارہ پیش کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سرکاری شبکے کے ڈیٹا کو (امساوے ایسی) معلومات کے جو ریاست کی طرف سے حساس فرادری گئی ہوں) کسی پابندیوں کے بغیر فاعل طریقے سے افشاء کیا جائے۔ اوپن ڈیٹا یعنی بنانے اور اسے فروغ دینے کے لئے کئی حکومتوں نے سرکاری ڈیٹا تک رسائی کے لئے قوانین بنادیئے ہیں جن میں معلومات تک رسائی حق (to Information Right) یعنی آرٹی آئی یا معلومات تک رسائی کی آزادی (Freedom of Information) یعنی ایف او آئی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان قوانین میں بھیت مجموعی عوام کو معلومات فراہم کرنے کے پروگرلوں، اقدامات اور حدود طے کر دی گئی ہیں جن میں بالخصوص حکومتی امور سے متعلق معلومات کے لئے درخواستیں دینے اور غیر سرکاری شبکے کی مخصوص بندی بہتر ہوگی۔ طرز حکمرانی کی شمولیت پر ہی شکلیں متعارف کرنے اور انہیں مرکزی دیوارے میں لانے کی کوششوں کو اوپن ڈیٹا کی بدولت بہتر انداز میں عملی جامہ پہنالیا جاسکتا ہے۔ سرکاری شبکے کی سرگرمیوں کے بارے میں متعلقہ پلیٹ فارموز کی مدد سے قابل اعتبار ڈیٹا اور سرکاری علمی میڈیا میں شبکے کی فصلہ سازی بہتر بنانے میں بھی مدد دے سکتی ہے۔

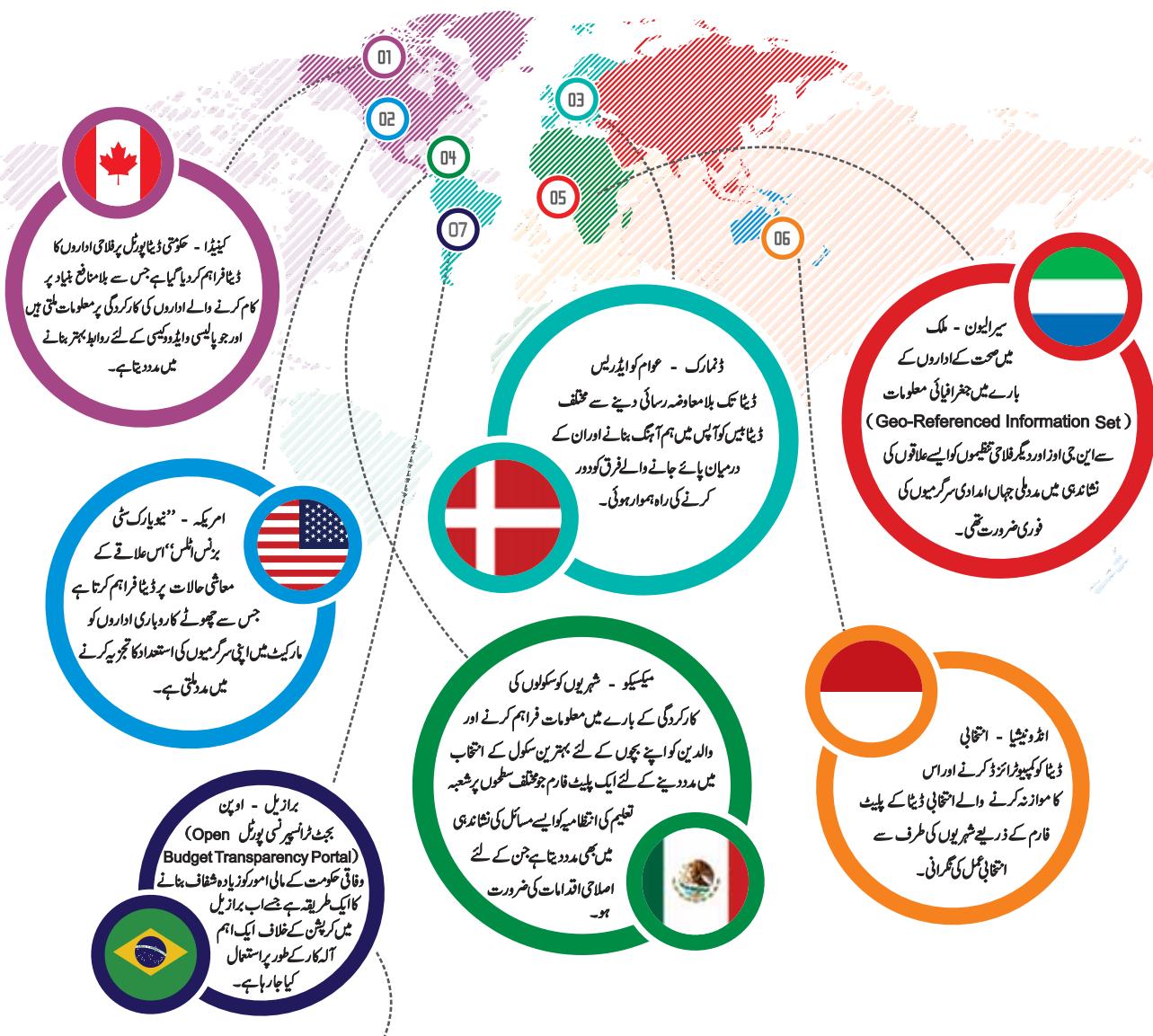
اور بیناہدی نوعیت کی کوششیں کی گئی ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- ☆ پاکستان ڈیٹا پرنسپل - عوامی ڈیتا جمع کرنے اور اسے دستیاب بنانے کے لئے سول سوسائٹی ٹیکنالوجیوں کی مشترک کاؤنسل۔
- ☆ اوپن ڈیٹا اینڈیجیٹ (Open Data Initiative) (Open Data Initiative) - ایک محمد و پیارے کی پورپل جس کے ذریعے حکومت بخوب کے اہم ڈیٹا سیسٹم نظرعام پر لائے گئے ہیں جن کے ساتھ معلومات کے تجزیہ اور انہیں پیش کرنے کے لئے تصوری خانے کی گئی دیئے گئے ہیں۔
- ☆ متعدد ادارے اپنی ویب سائٹس پر ڈیٹا فراہم کرتے ہیں جن میں وفاقی ادارے اور صوبائی حکومتی شعبوں شماریات یوروپا کستان،

بانضابطہ ڈھانچہ تکمیل نہیں دیا گیا۔
پاکستان جو ایک "اوپن گورنمنٹ" کی راہ پر اپنے ابتدائی مرحلہ میں ہے، قسمیتی سے کوئی ایسا قابل ذکر پلیٹ فارم تکمیل نہیں دے پایا جو استثنے ہر بڑے پیانے پر معلومات کے تباہ لے کا موقع فراہم کرے کہ جس سے کوئی ثابت اثرات مرتب ہو سکیں۔ تاہم ہماری یادت اور ہمارے سماجی سیاق و سبق کی بدولت شفافیت، احتساب، ڈیٹا کی سطحیتی اور ان کے نتیجے میں عوامی خدمات میں بہتری کے لئے اپن ڈیٹا کا کوئی نظام قائم کرنے کی بھرپور استعداد موجود ہے۔ اپن ڈیٹا کی بدولت یقیناً حکومت اور شہریوں دونوں کو مدد ملے گی۔ تاہم اس سلسلے میں کچھ ابتدائی

سب سے اہم بات یہ ہے کہ فعل انداز میں افتتاحیے کے ذریعہ ڈیٹا اس طرح عموم کے سامنے لا یا جائے کہ یہ قابل استعمال ہو اور مطلوبہ ادارہ جاتی ڈھانچوں کے ذریعے معلومات کی درخواستیں منثانے کے طریقے طے شدہ ہوں۔ وفاقی سطح پر ایف او آئی کے علاوہ پنجاب، سندھ، بلوچستان اور خیر پختہ نخواہ اور پنجاب میں صوبائی قوانین نافذ کئے ہیں۔ خیر پختہ نخواہ اور پنجاب میں معلومات کی درخواستوں پر کارروائی کے نظام واضح طور پر طے کر دیئے گئے ہیں اور ان کا پس اداری کے لئے ڈھانچہ بھی تکمیل دے دیئے گئے ہیں۔ تاہم سندھ اور بلوچستان کے قوانین میں ایسا کوئی ڈھانچہ شامل نہیں اور تا حال اس سلسلے میں کوئی

ذیل میں دنیا بھر سے اپن ڈیٹا کی مختلف کاوشوں پر کچھ کیس سٹڈیز یزدی گئی ہیں جو مختلف شعبوں پر اس کے اثرات اور ان میں ہونے والی بہتری کو جائز کرتی ہیں:



اس پرنسپل میں پانچ طرح کی اہم معلومات دی گئی ہیں: 1) وفاقی حکومت کے اداروں کی طرف سے ٹیکنولوژیوں اور شہری رکاروائی کے ذریعے کے جانے والے برادرست اخراجات۔ 2) ریاستوں، بلدیاتی اداروں اور وفاقی طلح کی جانے والی اتمام رقم۔ 3) سماجی پروگرام سے مستفید ہونے والوں کو تھنگی کی رقم۔ 4) انتخابی اخراجات جن میں محلی کی تھنگی ہیں، عملہ کے سفری اخراجات اور روزمرہ و فرضی اخراجات شامل ہیں۔ 5) تمام حکومتی عہدیہ اداروں کے کریڈٹ کارڈ سے ہونے والے اخراجات اور اس کی معلومات۔ اس کا ایک اور اہم جزو "ڈیٹا ڈی بارٹ لسٹ" (National Debarment List) ہے جس کے ذریعے نئے سرکاری طحیہ جانی کرنے سے پہلے اسی مقام کی پیسوں اور فراد کے پیسے ہو جائیں گے جو اسی طور پر اس کی سرگرمیوں میں مدد رہے ہوں۔

تعلیم، سخت وغیرہ شامل ہیں۔

اوپن گورنمنٹ، برکھر انی کے فلسفے میں ایک تصوراتی تبدیلی ہے۔ اس کے لئے چار دیواری میں بند باعثیجے والی اس سوچ سے نکنا ضروری ہے جو معلومات کے بہاؤ پر پابندیاں لگاتی ہے اور اندر وہ معلومات کو قابو میں رکھتی ہے بلکہ یہ تنائج کو جماعتی طور پر بہتر بنانے کے لئے معلومات کو مظہر عالم پر لاتی ہے۔ اس ”اوپن“ سوچ کو پانے کے لئے عملدرآمد کے مضبوط نظام کے علاوہ رہنمای لیسی اصولوں کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں جہاں وفاقی اور صوبائی سطح پر مختلف لوگ اور ادارے الگ الگ حیثیت میں محدود پیانے پر ڈیٹا کو فعال طریقے سے افشاء کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں وہیں اصل ضرورت اوپن ڈیٹا میں مدد دینے والی ایک اجتماعی حکمت عملی اور عملدرآمد کے منصوبے کی ہے۔ مثال کے طور پر بہت زیادہ ڈیٹا کی دستیابی انشاء کے تمام تر عملی کا احاطہ نہیں کرتی اور یوں مطلوبہ اثرات کے حصول میں اس کی افادیت محدود رہ جاتی ہے۔ وزارت منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات، اوقام تحدہ ترقیاتی ادارہ کے ساتھ اپنے ایک مشترکہ پرا جیکٹ کے تحت پہلے ہی ایک ایسے ڈیٹا پورٹ کی تیاری پر کام کر رہی ہے جس میں پہلے سے جاری انفرادی کوششوں کو آگے بڑھایا جائے گا اور جو پاکستان کے لئے تازہ ترین اور قابل استعمال ڈیٹا کی عوامی رسائی یعنی بنانے کی جانب پہلا قدم ہو گا۔ اگرچہ یہ ڈیٹا پورٹ ابھی اپنے ابتدائی مرحلہ ہے، لیکن یہ دستیاب ڈیٹا کے ساتھ اپنا کام شروع کرے گی۔ آگے چل کر ضروری ہو گا کہ اس پورٹ پر حکومتی کارکردگی اور خدمات کی فراہمی، جہاں اس کا تلقنہ بتا ہو، پر ہر شعبے سے متعلق مزید ڈیٹا فراہم کیا جائے۔

پاکستان کے متعدد انتظامی یونیورسٹیوں اور شعبوں کو درپیش شفافیت، احتساب، منصوبہ سازی، وسائل کی تخصیص اور خدمات کی فراہمی کے معیارات کے چیلنجوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اوپن گورنمنٹ والی سوچ زیل اصلاحات کو آگے بڑھاتے ہوئے تنائج کو مزید بہتر بنانے میں مدد دے سکتی ہے۔ حکومت کی طرف سے معلومات کے فعال طریقے سے افشاء میں جن اہم شعبوں پر توجہ دیا ضروری ہے وہ درج ذیل ہیں:

☆ مالی امور / خریداری (پروکیورمنٹ) کی شفافیت -

بجٹ، اخراجات، کارروائی۔

☆ کارروائی کے طریقے اور ضوابط کی پاسداری

☆ کارکردگی بہتر بنانے کے ڈھانچے اور اہداف طے کرنے کے لئے بنیادی معیارات کا تعین

☆ خدمات کی فراہمی میں کارکردگی کے بنیادی اشارے اور ان کا حصول - سخت و تعلیم کی فراہمی، نفاذ قانون، عدالت، بنیادی

ڈھانچے کی ترقی میں خدمات کے معیارات

مظہر عالم پر لائے جانے والے ڈیٹا کی موزونیت اور تنائج بہتر بنانے میں اس کی متعلقہ حیثیت یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے بھرپور نظام اور استعداد اپنی جگہ موجود ہوں جو ڈیٹا جمع یا ریکارڈ کرنے اور اسے رپورٹ کرنے کے لئے تمام متعلقہ وفاقی اور صوبائی پتوں کو آپس میں جوڑیں۔ ڈیٹا جمع کرنے اور اسے استعمال کرنے کے لئے یہاں الگی کے پلیٹ فارم یا طریقے تکمیل دینا نہیں سادہ کام ہے۔ ڈیٹا کو اس طرح ترتیب دینا کہ یہ حکومت کے مختلف عملی شعبوں کے بارے میں ہر ممکن پہلو سے معلومات فراہم کرے، تینجنت کی تبدیلی کا ایک یقینیہ عمل ہے۔ ڈیٹا تیار کرنے کے ان طریقوں کی تکمیل، ان کی بروقت رپورٹنگ

اور پھر اسے منظر عالم پر لانے کے لئے اعلیٰ ترین سطح پر سیاستدانوں اور بیووکری بیکی کی معاونت کی ضرورت ہو گی۔ وفاقی اور صوبائی قوانین کے علاوہ ادھر ادھر ایسی میلیں موجود ہیں جن کے ذریعے سیٹھا نزد شعبوں میں سرکاری ڈیٹا مظہر عالم پر آپ کا ہے۔ ان حالات میں اوپن ڈیٹا سرکاری خدمات کی بہتری کے لئے سرکاری وغی شبے کے درمیان ایک اشتراک عمل پیدا کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ وفاقی اور صوبائی کوکوت کے درمیان فعل اتفاقات کی دیرینا انداز میں ڈیٹا جمع کرنے کا ایک ایسا عمل یقینی بنانے کے لئے ضروری ہوں گے جو فراہمی خدمات کے شعبوں کے بارے میں ایک کلی نظر پیش کرنے میں مدد دے۔ اسی طرح باتیude ڈھانچے کے تحت تنائج پر منجذب فرمیں درک و رک وضع کرنا ہو گا، اس کی تکمیل اور اس پر عملدرآمد کرنا ہو گا جس کی صفحی پیداوار کے طور پر اوپن ڈیٹا وجود میں آئے۔ پاکستان میں انفارمیشن اینڈ کمپیوٹن سینکڑا الوجیر کے بڑھتے استعمال سے ڈیٹا کے استعمال کے لئے بہاں تک کہ چلی سطح پر بھی زمین پہلے ہی ہموار ہو چکی ہے۔ پہلے قدم کے طور پر تو میں ڈیٹا کی ایک واحد پورٹ یا ایسی جائے جس پر سرکاری شبے کی وہ تمام معلومات جو ڈیٹکلیں ٹکلیں میں موجود ہیں اور بتدرنگ مزید ڈیٹا مظہر عالم پر لانے کا ایک روڈ میپ فراہم کر دیئے جائیں۔



پروفیسر احسان قبائل وزیر منصوبہ بنندی، ترقی و اصلاحات

آپ سول سروس کی کم اصلاحات پر کام کر رہے ہیں؟

کا احساس پیدا کرنے کو ترجیحی حیثیت دی۔ تمام صوبوں سے دو ہزار سے زائد ملک میں کوشش اور عمل میں شامل کیا گیا۔ اس کی بناء پر درج ذیل بنیادی اصلاحات کو حصہ فکل دی گئی ہے اور ان پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ مثلاً، گیارہ معاشری وزارتوں کے لئے پر فائزہ کنٹریکٹ، سول ملزیں کو پیشہ درانہ خطوط پر ڈھالنے اور بھرتی کے لئے کلکسٹر کی بنیاد پر دانٹے کا امتحان، ترقی پر گراموں کی اصلاح کے لئے ترقی ضروریات کے تجویزے کے ذریعے جدید پیغمبڑ اور نیکانا لوگی پرمنی نئے مضامین کا اجراء، زیادہ تعلیمی تابیعت اور تحریک پر کھنے والے درخواست گزاروں کو سول سروس میں آنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے عمرکی بالائی حد میں رعایت۔

سول سروس اصلاحات کے پیچھے اصل ترغیب کیا ہے؟

سول سروس خدمات کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ بدستقی سے اس کی ناقص کارکردگی اور فرسودہ ڈھانچے کے باعث شہریوں کی توقعات اور ریاست کے جوابی اقدامات کے درمیان خلافیت ہوتی گیا ہے۔ اس سے ریاستی اداروں پر معاشرے کا اعتماد جاتا رہا ہے۔ ریاستی اداروں پر شہریوں کا اعتماد بحال کرنے کے لئے اعلیٰ کارکردگی کے ظریفی ماذل پر سول سروس کی ارز سنوٹھانچے بنندی بہت ضروری ہو گئی ہے۔ یوں سول سروس اصلاحات کے پیچھے اصل ترغیب شہریوں کے لئے خدمات کی فراہمی بہتر بنانا اور حکومت کے ترقیاتی اینڈنڈ پر موثر طریقے سے عملدرآمد کرنا ہے۔ پیور کریمی کا نوآبادیتی ڈھانچہ جس سیاق و سبق میں وضع کیا گیا تھا وہ آج کے پیچیدہ اور بدلتے ماحول میں متروک ہو گیا ہے۔ شہریوں کی باختیاری شبیعی کی اصلاح ضروری ہو گئی ہے اور اس ماحول میں شہریوں کی توقعات پر پورا ارتقانے کے لئے سرکاری شبیعی کی اصلاح ضروری ہو گئی ہے۔ علاوه ازیں جو شبیعی میں خدمات کے انتساب نے سرکاری شبیعی میں بھی خدمات کی فراہمی کے بنیادی معیار کی گناہ بلند کر دیے ہیں۔ شہری اب طرز حکمرانی کے مجہول کردار نہیں رہے۔ معاشرے میں طاقت کے نئے مرکز سامنے آپکل ہیں۔ لہذا سول سروس اصلاحات کے پیچھے ترغیب یکی ہے کہ سرکاری شبیعی کی میختہ کا ایک نیا تصور وضع کیا جائے جو ایسے طرز حکمرانی پرمنی ہو جو حادره جاتی ہو، اشتراک عمل پر یقین رکھتا ہو، سب کی مشویت پرمنی ہو اور جس میں شہریوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو۔

ماضی میں سرکاری شبیعی اور سول سروس کی اصلاح کی متعدد کوششیں ہو چکی ہیں جو زیادہ کامیاب نہیں رہیں۔ آپ کے خیال میں اس بارکوں سی چیز مختلف ہے جس کی وجہ سے آپ پر اعتماد ہیں کہ آپ کی اصلاحات ثمر آور ثابت ہوں گی؟

جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا، سول سروس اصلاحات کی سابقہ کوششیں اس لئے ناکام رہیں کہ سب سے اہم متعلقہ فریقوں میں پوری طرح احسان ملکیت کی کمی تھی۔ اس تاریخی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بارہم سول سروس اصلاحات میں تمام متعلقہ فریقوں کو ساتھے کر جل رہے ہیں۔ ہم نے سب سے اہم متعلقہ فریقوں کے ساتھ وسیع مشاورت کی ہے جن میں طرز حکمرانی پر دو سالانہ فورم اور سول سروس اصلاحات پر متعلقہ فریقوں کی

پاکستان میں سول سروس کے تاریخی پس مظہر کے سیاق و سبق کی روشنی میں چیدہ چیدہ باقیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک آزاد ملک کی حیثیت سے پاکستان کو سول سروس برطانوی نوآبادیاتی ہندوستان سے ورثتے میں ملی۔ نوآبادیاتی سروس میں اس کا مقصد لازمی طور پر لیکن جمع کرنا اور امرم و امان برقرار رکھنا تھا۔ آزادی اصلاح کرنے کے بعد پاکستان پہاڑ گزینوں کے بھرائی کے پاس اداروں کی ترویج پر سرمایہ کا نے کے لئے خاطر خواہ وسائل نہ تھے۔ علاوه ازیں، یہ کے بعد دیگرے اپنے بانی رہنماؤں سے محروم ہوتا گیا۔ اس کے نتیجے میں سول سروس کی قوت نے ایک ٹھوٹکل اختیار کری جس پر نوآبادیاتی باقیات کے گہرے نفوذ تھے۔ نتیجے یہ تکاکہ سول سروس کی مست خدمت کی طرف نہیں بلکہ حکمرانی کی طرف لگ گئی۔ غیر جمہوری حکومتیں جو غیر نمائندہ تھیں اور پاکستانی عوام کے سامنے جو بادہ نہ تھیں، ان کے اندر سول اداروں کی اصلاح کی بھت نہیں تھی۔ دوسری جانب سیاسی عدم استحکام نے جمہوری حکومتوں کو اصلاحاتی اینڈنڈ اپر تو جدید کامیابی کی مدد میں اسے کیا تھا۔ زیادہ تر اپنی بقاء کی جنگ لڑتی رہیں۔ سال 2013 پاکستان کی تاریخ میں ایک فیملہ کن موڑ ثابت ہوا جب پہلی بار ایک منتخب سولیں حکومت نے دوسری منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کیا۔ لہذا 2013 میں وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد ایک اصلاحاتی اینڈنڈ اپر کام شروع کیا تاکہ شہریوں کو معیاری خدمات کی فراہمی کے لئے سول اداروں کی ارز سنوٹھانچے بنندی کی جا سکے۔ اصلاحاتی اینڈنڈ اک مقصد سول اداروں کی استعداد، فعال کارکردگی اور موثر تھیٹ کو بہتر بنانا ہے۔ ایک نمائندہ اور جمہوری حکومت ہونے کے ناطے موجودہ حکومت پاکستانی عوام کو خدمات فراہم کرنے کی پابندی ہے۔ لہذا اوزیراعظم نواز شریف کی حکومت ضروری سمجھتی ہے کہ سرکاری شبیعی کو جدید خطوط پر استوار کیا جائے اور اسی پس مظہر میں سول سروس اصلاحات پر کام کیا جا رہا ہے۔ اصلاحات پر ایک کلی سوچ اپنانے کے لئے حکومت نے وژن 2025 وضع کیا جو وسیع تر ترقیاتی اینڈنڈ کے سیاق و سبق میں ادارہ جاتی اصلاحات کے لئے ایک رہو ڈیپ فراہم کرتا ہے۔ وژن 2025 پر عملدرآمد کے سلطے میں وزارت منصوبہ بنندی، ترقی و اصلاحات بھرتی، انتخاب، تربیت، ترقی اور کیریئر میں بھرتی، کارکردگی کی ڈھانچہ پر کہ، مراعات کے ڈھانچے، تینانی اور انسانی وسائل متعلق دیگر امور جیسے شعبوں میں سول سروس اصلاحات پر کام کر رہی ہے۔

پیشافت کے اعتبار سے تا حال کیا کچھ ہو چکا ہے؟

ماضی میں سول سروس کی اصلاح کے لئے متعدد کوششیں کی گئیں۔ سول سروس اصلاحات پر کام کرنے کے لئے درجنوں ملکیتیں تکمیل دیئے گئے لیکن ان کی سفارشات پر عملدرآمد اس لئے نہ ہو سکا کہ ان پر سول سروس میں احسان ملکیت کی کمی تھی۔ لہذا موجودہ حکومت نے اصلاحاتی عمل پر سول سروس میں احسان ملکیت پیار کرنے کے لئے ایک بھرپور مشاورتی عمل کا آغاز کیا۔ علاوه ازیں حکومت نے سول ملزیں میں اصلاحات کی فوری ضرورت

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یو این ڈی پی رو اس سال اپناء 50 داں یوم تاسیس منارہا ہے۔ اس موقع پر آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

یو این ڈی پی نے پاکستان کی ترقی میں ایک پائزٹری حیثیت سے انہم کروادا کیا ہے۔ میں یو این ڈی پی کی میخفیت اور عمل کو اس کی گولڈن جوبلی پر یو این ڈی پی کا کروار مشاہی رہا ہے۔ سول سوں اصلاحات کی کاوش اور بھائی، ماحدیات اور آب و ہوا کی تبدیلی پر یو این ڈی پی کے قیام میں معاونت کے سلسلے میں یو این ڈی پی نے وزارت منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات کے ساتھ کر جو کام کیا ہے وہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یو این ڈی پی کی طرف سے ترقی کے ترقیاتی شعبے میں اسی طرح اپنا شہر کردار ادا کرتا رہے گا۔ میری خواہش ہے کہ یو این ڈی پی کے ممالک دنیا کے ترقی کے بارے میں علوم کے بارے لے پر اس طرح کی مزید کاوشیں دیکھنے کو بیٹھتا کر دنیا کے ممالک دنیا کے کہ پہنچ کو پھر سے ایجاد کرنے میں لگریں ایک دوسرے کے تجربات سے سیکھ سکیں۔ مستقبل کی تمام ترس گرمیوں میں میری تمام تر نیک خواہشات یو این ڈی پی پاکستان کی ٹیم کے ساتھ ہیں۔

چیپس و رکشاپس بھی شامل تھیں۔ ہم نے اصلاحاتی تجویز تیار کرتے ہوئے تمام مقاعدہ محکموں اور وزارتوں کے گروپوں سے مشاورت کی ہے۔ ہم نے معلومات پھیلانے کے لئے اس عمل میں میڈیا کو بھی ساتھ ملا یا ہے۔ متعدد مقاعدہ فریقوں کی طرف سے تفصیلی غور و خوض کی بدولت ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس بارے سروں اصلاحات کے بارے میں ملکیت کا وسیع تراحت احساس پہاڑتا ہے۔ مزید برآں، ہم نے ان اصلاحات پر عمل رائے کے پہلو کو ترجیحی حیثیت دی ہے۔ ان تمام موالی کی بناء پر ہم پختہ لفظ رکھتے ہیں کہ ان اصلاحات کے ثابت تباہ سامنے آئیں گے۔

کیا آپ کو پاکستان میں سول سوں اصلاحات کے سلسلے میں کسی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا ہے؟

”ٹینیس کو“ کی وجہ سے ایک جو دو کسی کی کیفیت تھی جو شمولیت اور مشاورت کے عمل سے آپسے آہستہ دور ہو رہی ہے۔ تاہم بعض ایسے نقابی میں جن کا کہتا ہے کہ سابقہ کوششوں کی طرح یہ کوشش بھی ناکام رہے گی۔ مزید برآں، باہمی رقبت کا ایک شدید جذبہ تھا جو سول سوں کے اندر داعلی تازہ عکی فنالٹ لائنوں کو چھوٹے کا تھا۔ تاہم مجھے پورا لینی ہے کہ شمولیت اور مشاورت پر میں سوچ اور اس کے ساتھ تمام تر عمل پر سیاسی احسان ملکیت ثبت متأکد دکھائے گا اور جو مقاصد طے کئے گئے ہیں وہ جلد حاصل کر لئے جائیں گے۔

اب تک کی کوششوں کی بنیاد پر آپ نے ایسا کوئی سبق سیکھا ہے جس کے بارے میں آپ ان لوگوں کو بتانا چاہیں جو اسی طرح کی کاوشوں پر کام کر رہے ہیں؟

سب سے پہلے اصلاحاتی کاوش کی حمایت میں ایک وسیع اتحاد ضرور پیدا کیا جائے۔ اصلاحات کی فوری نوعیت پر ایک مضبوط اور زوردار احساس پیدا کئے بغیر لوگوں کو ان کے ”کفر ث زون“ سے نکالنا مشکل ہے۔ چیف ایگزیکٹوی کمیٹی پر سیاسی احسان ملکیت انتہائی ناگزیر ہے تاکہ ہر سطح پر تجدیدی اور پختہ عزم کا پیغام ملے۔ ادارہ جاتی اصلاحات کا عمل اپنی نوعیت کے اعتبار سے کوئی میکائی عمل نہیں ہے بلکہ یہ ایک عضویاتی عمل ہونا چاہیے جسے ستر آرڈننس کے لئے مختاریت سے آگے بڑھانا پڑتا ہے اور استقامت سے کام لینا پڑتا ہے۔ بعض اوقات راستے میں دھچک بھی آتے ہیں، مراجحت بھی ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اپنی سوچ ثابت رکھیں اور اصلاحاتی اجنبیز پر قائم رہیں۔ جب تک اصلاحاتی عمل کو مراعات اور جانچ پر کھل کے نظام کے ساتھ نہیں جوڑا جاتا طرزِ عمل میں کسی تبدیلی کی توقع رکھنا مشکل ہے۔



ڈاکٹر طاہر حجازی

ممبر (طرز حکمرانی و اصلاحات)

منصوبہ بندی کمیشن پاکستان

پاکستان میں طرز حکمرانی اور رسول سروں اصلاحات کی کام و شوں پر کون سے عوامل منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں؟
یا ان کے خلاف مزاحمت کا باعث بن رہے ہیں اور آپ ان کا زالہ کس طرح کر رہے ہیں؟

مالی کاروؤں کے اعتبار سے معماشی عوامل اس مقصد کا آگئے بڑھانے میں مزاحمت کا باعث بن رہے ہیں۔ سیاسی اعتبار سے کوئی مزاحمت پیش نہیں آئی۔ ایک بڑا مسئلہ جو دکا ہے یعنی تبدیلی پر کچھ زیادہ تنفس یا عزم و دیکھنے میں نہیں آتا۔ سماں ہا سال سے نظام کے پارے میں متعدد ٹککایات کی جاری ہیں لیکن پھر بھی لوگ اپنے موجودہ حالات پر مطمئن نظر آتے ہیں اور وہ تبدیلی پر مزاحمت کرتے ہیں۔ تبدیلی پر اس مزاحمت کا سبب کئی عوامل ہیں جن میں یہ پوشیدہ خوف بھی شامل ہے کہ تبدیلی کی منفی اثرات کا باعث بننے کی اور وہ خود کو اس کے مطابق بڑھانے پر آمادہ نہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ تبدیلی کو نفیاً طور پر جذب کرنا خاصا مشکل ہے۔

رسول سروں اصلاحات پر اب تک آپ نے جو کوششیں کیں ان سے کیا سبق حاصل کیا؟ کون تی باتیں ہیں جنہیں آپ جاری کر چکیں گے اور اگلی بار کون سے کام آپ کسی مختلف طریقے سے کریں گے؟

اصلاحات پر ہماری سوچ ایک سڑبجگ ڈھانچے پر مبنی ہے جس کے تحت اشتراک عمل، سب کی شمولیت اور شہر یوں کو مرکزی حیثیت دینے والے پروگراموں کے ذریعے ادارہ جاتی تکمیل پر کام کیا جا رہا ہے۔ یہ ماڈل سرکاری شبکے کے مختلف نمائندوں نے وفاقی وزیر پروفیسر احسان اقبال کے ساتھ مل کر وضع کیا ہے۔ وزیر موصوف کی جانب سے ڈائیاگ گل میں زیادہ سے زیادہ متعلقہ فریقوں کو شامل کرنے کی سوچ خاصی شبتوں اور موثر ثابت ہوئی ہے۔ لہذا فرمودی گردی میں ہونے والی گفتگو ایک ایسے طریقہ کارکارا کام دیتی ہے جس پر ہم مستقبل میں بھی عمل بیڑا رہیں گے۔ بہر حال گفتگو بلاشبہ پہلا قدم ہے جس کے بعد عملدرآمد کی ایک مضبوط حکمت عملی اپنانا ضروری ہو جاتا ہے۔

میکنائوچی اور سوچ میڈیا کے کارکو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اس پہلو پر ہم مستقبل میں کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان سب سے قطع نظر، زیادہ تو اتر سے تینی سرگرمیاں اور درشاپاں، مین الاقوامی نسلسلہ نشان اور ماہرین کے ساتھ گفتگو کے سیشن، یونیورسٹیوں کے بہتر کارکرے ساتھ ساتھ تدریسی پروگراموں میں متعلقہ کورسز کی شمولیت، یہ سب ایسے طریقے ہیں جن کے ذریعے رسول سروں اصلاحات پر موثر عملدرآمد کے کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

میرے تجربے کی بنیاد پر سب سے اہم سبق ہم نے یہ سیکھا کہ تبدیلی اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک ہم اس کے لئے پر عزم ہو کر کام نہ کریں اور رسول سروں میں اصلاحات تجھی لائی جائیں کہ جب تبدیلی کے نسبتاً زیادہ محکم ہو، بہتر اشتراک عمل اور ٹیکم کی صورت میں کام کرنے کا جذبہ موجود ہو۔

منصوبہ بندی کمیشن اور آپ طرز حکمرانی اور رسول سروں کی کام اصلاحات پر کام کر رہے ہیں اور تا حال ان پر کس قدر پیشرفت ہوئی ہے؟

منصوبہ بندی کمیشن نے رسول سروں اصلاحات کا آغاز 43 کے لگ بھگ مرکزی شعبوں میں کیا ہے۔ ان مرکزی شعبوں میں دیگر کے علاوہ بھرتی، انتخاب، تربیت، کارکردگی کی جائچ پر کھ، ترقی، معاوضہ وغیرہ شامل ہیں۔ ہماری طرف سے سفارشات مکمل کر لی گئی ہیں اور مزید کارروائی اور منظوری کے لئے متعلقہ فریقوں کو فراہم کر دی گئی ہیں۔ بعض صورتوں میں اصلاحات کی منظوری پہلے ہی ہو چکی ہے اور ان پر عملدرآمد ہو رہا ہے جیسے رسول سروں میں شامل ہونے کے لئے عمری حد 28 سال تک بڑھانا۔

پیشرفت کے دو سچے تر مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ ان دستاویزات کی تیاری ہے جن میں عملدرآمد کا روائی کا ایک خاکہ ہے جو ان کو اور پھر متعلقہ فریقوں کے ساتھ بھر پور گفتگو ہے جس پر گزشتہ دو سال کے عرصے سے پیشرفت جاری ہے جس کے نتیجے میں اتفاق رائے ہو چکا ہے اور اب یہ عملدرآمد کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ دوسرے مرحلے میں متعلقہ حکام کی طرف سے منظوری شامل ہے۔ پہلے مرحلے پر کام ہو چکا ہے اور یہ تقریباً پوری طرح مکمل ہو چکا ہے جبکہ دوسرے مرحلے پر ابھی پیشرفت ہو رہی ہے۔

رسول سروں اصلاحات کے ذریعے منصوبہ بندی کمیشن کوں سی بنیادی تبدیلیاں لانے کے لئے سرگرم عمل ہے؟ بالفاظ دیگر، یہ سرکاری اداروں کی خدمات میں کیا بہتری لانا چاہتا ہے؟

منصوبہ بندی کمیشن کا مقصد ہے کہ بہتر حکومتی ڈھانچوں، مراعات کے بہتر نظاموں اور احتساب کے بہتر طریقوں کے ذریعے سول ملازمین کی تمام تکار کر دی گئی میں بہتری لائی جائے۔ منصوبہ بندی کمیشن سرکاری شبکے کے اداروں کی خدمات بڑھانے اور بہتر بنانے کے لئے مسلسل بنیاد پر سفارشات تجویز کر رہا ہے۔ ان سفارشات کی چند مثالوں میں یہ بھی شامل ہے کہ فیڈرل پلک رسوس کیشن (ایف پی ایسی) کو تکمیلی مہارت کے اعتبار سے مختلف بنا لیا جائے، میں ایس کے لئے دو مرحلے پر مبنی انتہی امتحانات جن کی بدولت مکمل سکریئنگ ہو سکے گی، انتہی امتحان کے لئے "پیشلا نیز ڈکسٹر"، اسٹبلیشمنٹ ڈویشن کو اس قدر تکمیل بنا لیا جائے کہ یہ تمام سول ملازمین کی ترقی، تبادلے، کارکردگی کی جائچ پر کھ، پیش، انعام، سزا وغیرہ کے امور کی دیکھ بھال کر سکے اور اس سلسلے میں ہم نے انسانی وسائل کی میکنٹ کے لئے پیشہ و رانہ ماہرین، قانونی ماہرین، فناونی ماہرین وغیرہ کی خدمات حاصل کرنے کی سفارشات پیش کی ہیں۔

نوجوانوں کی آواز

آپ نے سول سروس میں شمولیت کیوں اختیار کی؟

میری رائے میں سول سروس واحد بلیٹ فارم ہے جس کی بدولت آپ اپنی استعداد اور الیت کے مطابق لوگوں کے معاملات میں ان کی مدد کر سکتے ہیں کیونکہ سارا زور خیلی شبیہ کی طرح ادارے کے مقاصد پورے کرنے پر نہیں ہوتا بلکہ یہاں تو واحد نصب ایمن پاکستان کے مقاصد کی تجھیں ہے۔ یہ ہے اصل محکم جس کے تحت میں ہر مکن طریقے سے پاکستان کی خدمت کے لئے سرگرم عمل ہوں۔

کیا آپ کی رائے میں پاکستانی نوجوانوں میں اس قدر گلن ہے کہ وہ سول سروس میں شمولیت کی طرف مائل ہوں؟ کیوں؟

مقابلے کے مقابلات کے درخواست گزاروں اور خواہشمندوں کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے اور نوجوان سول سروس میں شمولیت پر زیادہ مائل نظر آتے ہیں کیونکہ یہ ہر فرد کی خود کو منانے کی جستجو کی تکمیل کرتی ہے کہ وہ ملک کے انتہائی معزز گروپ کا حصہ ہے جو بہت ثابت بات ہے۔ دوسرا نظر نظر سے ملازمت کا تحفظ اور دستیابی اس کا سب سے اہم پہلو ہے کیونکہ خیلی شبیہ کے بڑے اداروں میں گھاشندہ ہونے کے برابر ہے اور کسی ذکر یا یافہ ماہرین اپنی طبعی، حفاظتی اور سماجی ضروریات کے پیش نظر ان میں قسمت آزمائی کرتے ہیں جو ہر انسان کے نزدیک ایک فطری سی بات ہے۔ ہرگز رتے سال کے ساتھ مقابله بڑھ رہا ہے کیونکہ ملک کے تمام حصوں سے ایک سے بڑھ کر ایک اہل افراد اس طرف آرہے ہیں لیکن ہمارے معاشرے کا ایک بڑا حصہ آج بھی ایسا ہے جو سول سروس میں شمولیت کو مکمل طور پر نظر انداز کرتا ہے۔

سول سروس میں نوجوانوں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کے لئے کم نیازی اصلاحات کا آغاز ہونا چاہئے؟

اوائل عمری سے ہی اس کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ سکول اور کالج سطح کے نصاب میں سول سروس کے تعارف، ان کے ڈھانچے اور مرتبے دونوں اعتبار سے معلومات شامل کی جائیں تاکہ طلبہ کی حوصلہ افزائی ہو کہ وہ سول سروس کو محض ایک ملازمت کے طور پر نہیں بلکہ ملکی خدمت کے اعلیٰ ترقیات کے طور پر لیں۔ اکثر چھوٹے پچھوٹی عمر سے ہی ڈاکٹری انجینئرنگ کی آرزو رکھتے ہیں لیکن کوئی بھی سول ملازم بنتے کے خواب نہیں دیکھتا۔ اس ذہنیت کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے یعنی اوائل عمری سے ہی یہ چیز ہوں میں بھائی جائے کہ مقصد محض کوئی پیشہ و راستہ ذکری حاصل کرنا نہیں بلکہ اپنی سماجی ذمہ داری اور ملک کے حوالے سے اپنے فرائض کو پورا کرنا ہے۔

”ذیلی تحقیقی ادارے“ قائم کرنے کی ضرورت ہے جن میں عکومتی وزارتی یونیورسٹیوں کے ساتھ مل کر ایسے پروگرام وضع کریں جن کے تحت پاکستان کے بڑے شعبوں کے ناظریں ملکی تحقیقی کی جائے۔ اس طرح نوجوان محض سو شل میڈیا پر ہمی باسی ہوئی باتوں پر یقین نہیں کریں گے بلکہ ان کے اندر سرکاری شبیہ کے حقائق کے بارے میں آگاہی پیدا ہوگی۔ ان تحقیقی سرگرمیوں کے نتائج اور ان پر سفارشات سے آئندہ کے لئے ایک بہتر اجھی عمل تھکیل دینے میں مدد ملے گی اور نوجوانوں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی۔ حوصلہ افزائی کے لئے فعال شمولیت اور سروس سے شناسائی سب سے اہم ہے۔

انتظامی عمل کے دوران یعنی امتحان کی تاریخ سے سروس میں قدم رکھنے تک کے عرصہ کو صاف تکمیل کرنا ضروری ہے۔ تتمی امتحاب کے اعلان تک ایک سال انتظار کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے تمام امیدواروں کی لگن جاتی رہتی ہے۔ اس مسئلے کے ازالہ کے لئے فیڈرل پلک سروس کیشن (ایف پی ایس سی) کو چاہئے کہ بارہ کے بھائے صرف آٹھ امتحانی پر پہنچے (چاراٹی اور چاراختیاری)۔ اس سے کام کے یو جھ اور تائج کے اعلان کے عرصہ میں کچھ نہ کچھ کی آئے گی اور امتحان میں حصہ لیں پر امیدواروں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

آخری بات ترغیب کی سطح بلند کرنے اور نوجوانوں کو خیلی شبیہ پر سول سروس کو ترجیح دینے پر مائل کرنے کے لئے تجوہ کا عمدہ ڈھانچے معارف کرانے کی ضرورت ہے۔ سنگاپور کا سول سروس ماذل اس کی عمدہ مثال ہے جس میں شمولیت بہتر بنانے اور کرپشن سے نمٹنے کے لئے زیادہ تجوہ ہوں پر زور دیا گیا ہے۔



فہد محمود مرزا

سیکشن آفیسر (لارج انٹر پرائزز ڈپلمنٹ)
وزارت صنعت و پیداوار

نوجوانوں لی آواز

آپ نے سول سروں میں شمولیت کیوں اختیار کی؟



دانیال احمد جاوید

افسر، پولیس سروس آف پاکستان

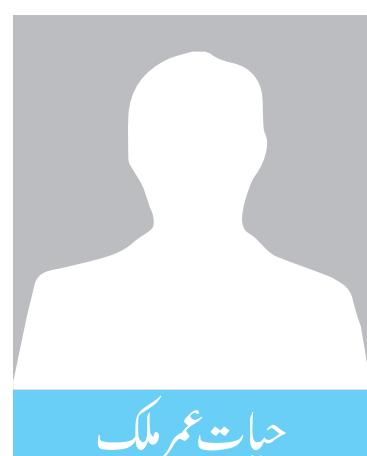
کیا آپ کی رائے میں پاکستانی نوجوانوں میں اس قدر گلن ہے کہ وہ سول سروں میں شمولیت کی طرف مائل ہوں؟ کیوں؟

اس کی عملی تغیری ہے کہ پاس ہونے کا تابع صرف ایک فیصد ہے۔ شہری علاقوں میں اکیڈمیوں کی پھیلتی پھوٹی صنعت اس بات کا ثبوت ہے کہ نوجوان سول سروں کو ایک پسندیدہ کیریئر کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ملازمتوں کی ست رومارکیٹ، برادرست غیر ملکی سرمایہ کاری میں کمی اور سمندر پار معیشت کی بدخل افزائش کے اس عالم میں ایس ایس شہری نوجوانوں کے لئے قابل اعتبار موقع پیش کرتا ہے۔ دوسری جانب دیکھیں تو ہماری آبادی کا بڑا حصہ دینی علاقوں میں رہتا ہے۔ جنی شعبیہ اور ذاتی کاروبار کا رجحان شہری علاقوں تک محدود ہے۔ لہذا محدود موقع کی وجہ سے دینی نوجوانوں کی بھاری تعداد کے نزدیک سی ایس ایس سماجی فعالی کا عمدہ راست فراہم کرتا ہے۔

سول سروں میں نوجوانوں کی شمولیت کی حوصلہ فراہمی کے لئے کن نبیادی اصلاحات کا آغاز ہونا چاہئے؟

یہ تاثر دینے بغیر کہ میں سول سروں کے حق میں ہوں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ سول سروں ایسا شرافتی کی محفل ہے۔ اس کا فلفہ، ارتقا اور تاریخ مختلف ہے۔ جمہوری ماڈل جہان سب کی شمولیت پر منی ہے وہیں یورپ کریمی کی سوچ میں منتخب یکم اہل لوگوں کی گنجائش ہوتی ہے۔ لہذا بات اس میں شامل ہونے والے نوجوانوں کی تعداد کی نہیں بلکہ ان کے معیار کی ہے۔ اس حوالے سے انسانی وسائل کی تینجنت کو مرکزی و دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔ انتخاب، تربیت اور معاوضہ میں انسانی وسائل کے جدید طریقوں کا استعمال ہونا چاہئے تاکہ قابل نوجوان اس شعبے کی طرف مائل ہوں۔

آپ نے سول سروں میں شمولیت کیوں اختیار کی؟



حیات عمر ملک

اسٹینٹ کمشنر (یونی)
اعلیٰ بینڈر یونیورسٹی

کیا آپ کی رائے میں پاکستانی نوجوانوں میں اس قدر گلن ہے کہ وہ سول سروں میں شمولیت کی طرف مائل ہوں؟ کیوں؟

بدقسمی سے اس وقت ایسا نہیں ہے۔ شہری علاقے جہاں جنی شعبیہ میں وافر موقع موجود ہیں وہاں نوجوانوں کو سول سروں کے انتخاب میں کچھ زیادہ مراعات نظر نہیں آتیں۔ اس کے برعکس دینی علاقوں کے افراد میں بطور پیشہ سول سروں کے بارے میں زیادہ آگاہی پائی جاتی ہے۔ اس بات کا تعلق معاشرے میں پائے جانے والے اس لیقین سے بھی ہے کہ سول سروں کسی باقاعدہ پیشے کے بجائے محض طاقت اور اشرون سونگ کا آلہ کار ہے۔

سول سروں میں نوجوانوں کی شمولیت کی حوصلہ فراہمی کے لئے کن نبیادی اصلاحات کا آغاز ہونا چاہئے؟

محض اشتہار دینے کے بجائے فیڈرل پلیک سروس کیشن (ایف پی ایس سی) کو چاہئے کہ وہ پہلے قدم کے طور پر اس بارے میں آگاہی پیدا کرے کہ کوئی فرد کس طرح ایک سول ملازم کی حیثیت اپنی شخصی اور پیشہ و رائہ ترقی کو آگے بڑھا سکتا ہے۔ ایف پی ایس سی کے پالیسی مقصود کے طور پر اس کی شدید کمی ہے اور یوں صرف ملک کے عوام کو رکھنے والے اور با اثر سیاسی و یورپ کریمی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افراد ہی سول سروں میں شامل ہو پاتے ہیں۔

لوجوالوں لی آواز

آپ نے سول سو سی میں شمولیت کیوں اختیار کی؟

پروں ملک سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد میں پاکستان والپس آئی اور لاہور کی ایک متاثر یونیورسٹی کے شعبہ معاشریات میں ڈچگ فیلو کے طور پر شمولیت اختیار کر لی۔ اس وقت تک میں نے اپنے لئے کسی کیریئر کا فیصلہ نہیں کیا تھا ابتدہ میری و پیچی معاشری تحقیق میں ضرور تھی۔ اس عہدے کی بدولت میں الاقوامی مالیاتی اداروں کے علاوہ سرکاری تھکانوں کے بارے میں تحقیق میں حصہ ملائے کاموں ملے۔ اگرچہ دانشوارہ اعتبار سے تجربہ باطنیان بخش تھا لیکن میں پوری طرح خوش تھی کیونکہ مجھ لگتا تھا کہ عملدرآمد کے سرط میں زیادہ تر پالیسی تجاوز اور تحقیقی معلومات پر عمل نہیں کیا جاتا تو کمک طور پر ایسے حکومتی تھکانوں میں ہاتھ آبائی میں جن کے پاس ان معاملات کا پوری طرح جائز ہے لینے کی استعداد ہو جھی کتی ہے اور نہیں کھی۔ معاشریات میں اپنی تربیت کی بدولت میں سمجھتی تھی کہ عملدرآمد والے شعبے میں جا کر میں اس خلاکو درکار کیتی ہوں اور معاشرے میں ایک خاطر خواہ کردار ادا کر سکتی ہوں۔

کیا آپ کی رائے میں پاکستانی نوجوانوں میں اس قدر گلن ہے کہ وہ سول سو سی میں شمولیت کی طرف ملے ہوں؟ کیوں؟



سارا حیات

اسٹینٹ کمشنر، لاہور کینٹ

محضرا، جی ہا۔ امتحانات کے لئے ہر سال جتنی تعداد میں امیدوار امداد راجح کرتے ہیں وہ اس حقیقت کا منہ بولتا ہوتا ہے۔ بغور جائزہ لیں تو یہ ایک الگ بات ہے کہ آیا یہ خواہشند کسی ”درس“ وجہات کی بناء پر اس طرف ملے ہوئے ہیں۔ یہاں میں تھوڑی وضاحت سے بتانا چاہوں گی کہ ”درس“ سے میری مراد کیا ہے۔ میرے تجربے کے مطابق بہت سے امیدوار اس لئے امتحان میں بیٹھتے ہیں کہ: الف) ان کے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ ب) وہ سمجھتے ہیں کہ مالی حافظے سے یہ کیریئر آڈ اور ہو گا۔ ج) وہ سینٹر یونک کے افران کو ملنے والی امراضات اور اختیارات کو دیکھتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب سول سو سی میں شمولیت کے لئے مغلظہ و جوہات ہیں کیونکہ یہ ایسا کیریئر ہے جو غیر معمولی حد تک جتنی سے بھر پور ہے اور مالی اعتبار سے اس کے ثمرات اس کے تناسب نہیں ہیں۔ اگر ہم نبی اے ایسی سابقہ ذمی کی مثال کو لے لیں تو ایسے نوجوان افران جن کی ساری عمر شہری علاقوں میں گزری ہوتی ہے اور یہ معمولی مالی معاوضہ پر گلستان یا بلوچستان کے کسی دورافتادہ مقام پر تعینات کر دیا جاتا ہے۔ جب تک کوئی امیدوار درست توقعات کے ساتھ سول سو سی میں شامل نہیں ہو گا وہ عدم اطمینان کا ٹکارہ رہے گا۔ سروں کے چند ایک شعبوں کو چھوڑ کر تمام سول ملاز میں کو ایک کھنڈ سفر سے گزرنا پڑتا ہے جو ان کی بہت وحصے کا امتحان ہوتا ہے۔ ریاست کے کاموں اور سرکاری خدمات کی فرائیں میں حقیقی و پیچی کے بغیر مجھے اس بات پر یقین کرنا مشکل لگتا ہے کہ سول ملازم اپنی مالزمنت پر کامیاب ہو سکتے ہیں۔

سول سو سی میں نوجوانوں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کے لئے کن بنادی اصلاحات کا آغاز ہونا چاہئے؟

میرے ذہن میں چار بنادی اصلاحات آرہی ہیں:

۱۔ آغاز کے طور پر ایسے اقدامات پر عملدرآمد ہونا چاہئے جن سے پاکستان کے تمام علاقوں تک معلومات کے پھیلاؤ میں اضافہ ہو۔ بلوچستان، خیبر پختونخواہ، سندھ، گلگت بلتستان اور کشمیر کے دورافتادہ علاقوں کے معاملے میں یہ بات زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان کے باسیوں کو شاید ان مواقع کا پیچیہ نہ ہو جو موجود ہیں۔ پنجاب کے معاملے میں بعض بہترین خجی اور سرکاری یونورسٹیوں سے امیدواروں کو اس طرف لانا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں فوری طور پر ایک اقدام یہ کیا جاسکتا ہے کہ سو شیل میڈیا پر فیڈرل پبلک سروس کمیشن (ایف پی ایس سی) کی رابطہ و رسانی سرگرمیوں میں اضافہ کیا جائے۔ طویل مدتی اعتبار سے سول سو سی کی تیزی خانوں اور اعلیٰ ایم کے اداروں کے ذریعے بھی کی جاسکتی ہے۔

۲۔ اصلاح کی ضرورت اس لحاظ سے بھی ہے کہ بھتی کی تاہم تکارروائی کے دورانیہ میں کمی لاائی جائے۔ فی الواقع اس میں تقریباً 16 سے 17 ماہ لگتے ہیں۔ اگر ہم اس میں وہ عرصہ بھی شامل کر لیں جو امتحان کی تیاری پر لگتا ہے تو بات تقریباً پورے دوسرا تک جا پہنچتی ہے۔ میری رائے میں پیشہ یونورسٹی کریججمنٹس کے دور بھائیے کا سبب یہی ہے اور یقیناً اس کی وجہ سے بعض ذہن ترین نوجوان بھی یہ راستہ ترک کر دیتے ہیں۔

۳۔ فی الواقع اعلیٰ گریڈز میں ترقی و وقت کی پابند ہے اور انفرادی کارکردگی کو اس میں خانوںی حیثیت دی جاتی ہے جس سے میرے نزدیک سول سو سی کو بطور کیریئر اپنانے میں ذہن و بالا صلاحیت نوجوانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس طریقے کو اتنا ہو گا جس کے تحت میرے اور کارکردگی کو مرکزی حیثیت دی جائے اور بھی شبھی بعض صفات سرکاری شبھے میں لاائی جائیں۔

آخری بات، میں سمجھتی ہوں کہ سول سو سی میں بہترین اور بالا صلاحیت لوگوں کو لانا ہے تو سول ملاز میں کامی معاوضہ بڑھانا ہو گا۔ مجھے اندازہ ہے کہ ان اصلاحات پر عملدرآمد میں کئی مشکلات درپیش ہیں لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جو بہر حال ضروری ہے اور اس کا کوئی مقابل نہیں۔

آپ نے سول سروں میں شمولیت کیوں اختیار کی؟

سول سروں میں شامل ہونے سے پہلے میں تبل و گیس کے شعبے میں بالینڈ کی ایک لائیٹننگ کمپنی میں مارکیٹنگ افسر کے طور پر خدمات انجام دے رہی تھیں اور وہاں سے متعلق تجربہ حاصل کر رہی تھیں۔ وقت کے ساتھ مجھے احساس ہوا کہ جی شعبے میں ملنے والی زیادہ تجرباً ایں اپنی جگہ پر کش ضرور ہیں لیکن سول سروں میں شامل ہونے سے جوزع نہ ہوتا تھا اس کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ ملک کی خدمت تو آپ کی بھی طریقے کے کر سکتے ہیں لیکن میری نظر مسلح افواج اور سول سروں پر ہے جہاں آپ کو ملک کی خدمت کے دو بہترین موقعے ملے ہیں۔ اس حوالے سے میری نظر انتخاب فنی طور پر فارمن سروں پر گھری جس کی بدولت میں پاکستان کی ثبت سائکو گیئر ون ملک پیش کر سکتی ہوں۔

کیا آپ کی رائے میں پاکستانی نوجوانوں میں اس قدر گلن ہے کہ وہ سول سروں میں شمولیت کی طرف مائل ہوں؟ کیوں؟

حالیہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوجوانوں کی سول سروں میں شمولیت کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ذہنی پہلے یہ تعداد چار سے پانچ ہزار رہتی تھی۔ تاہم اب ہر گز رتے سال کے ساتھ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عمر کی حد بڑھانے سے بھی شمولیت پر حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ تاہم میں کروڑ آبادی کے اس ملک میں جہاں نصف سے زیادہ آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے زیادہ سے زیادہ امیدواروں کی امتحانات میں شمولیت حوصلہ افزاء بات ہو گی۔

سول سروں میں نوجوانوں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کے لئے کن بنیادی اصلاحات کا آغاز ہونا چاہئے؟

ایک اہم ترین اصلاح یہ ہوئی چاہئے کہ پیشہ ورانہ ماہرین کو بھرتی کیا جائے بالخصوص ایلیڈر یونیورسٹیوں اور آڈیٹ ایڈڈا کاؤنٹل میں جہاں مختلف قابلیت کے حامل افراد بھرتی کرنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے ان سروں گروپوں کا ایک گلزار بنا دیا جائے اور اس میں مختلفہ کی شرط لازمی قرار دے دی جائے۔

وفاقی اور صوبائی سطح پر ای گورنمنٹ متعارف کرائی جائے تاکہ حکومتیں 1 سے 16 سالکے گروپوں میں تعینات غیرہمند افراد کی بڑی تعداد کی رائحت سائز گنگ کر سکیں۔ یہ ملازمیں میں وزارتوں کے کل تجربوں کا 58 یصد وصول کر رہے ہیں جو کسی ایس پی افسران صرف 15 یصد حاصل کرتے ہیں۔ ترقی کا نظام بھی سنیارٹی کے بجائے کامیابیوں پر مبنی ہونا چاہئے۔ اس ہم من میں بعض اقدامات متعارف کرائے گئے ہیں تاہم یہ عمل شفاف ہونا چاہئے۔ آخری بات، سول سروں ملازمین کی تجربوں کے پیچ کا موازنہ جی شعبے کے ساتھ کریں تو یہ برائے نام سالگتائی ہے لہذا اس پر بھی نظر ٹانی کی ضرورت ہے۔



ماریم عتیق

اسٹینٹ ڈائریکٹر (یونیٹ)
وزارت امور خارجہ